معیار: علمی و تحقیقی مجلّہ شعبۂ اُردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، جلد:۱، شمارہ:۱، جنوری- جون ۲۰۰۹ء

تذکرہ گلدستۂ کرناٹک

تصنیف: غلام موسیٰ رضا خان رائقؔ
ترجمہ، تلخیص و حواشی: محمد ایوب قادری*
ترتیبِ نو: "معیار"

"گلدستۂ کرناٹک" حکیم غلام موسی رضا خان رائق(۱۷۶۴ء- ۱۸۳۲ء) کا تحریر کردہ فارسی شعرا کا نادر و تا حال غیر مطبوعہ تذکرہ ہے - رائق کا تعلق کرناٹک(مدراس)سے تھا۔ تذکرے میں اٹھارویں و انیسویں صدی کے ۷۰ شعرا کا احوال شامل ہے، جو رائقؔ کے معاصر تھے اور چوں کہ مولّف سے راست روابط یا شناسائی رکھتے تھے، اس لیے قوی امکان ہے کہ اس میں مذکورہ شعرا کے حالات بڑی حد تک قابلِ بھروسا اورمستند تحریر کیے گئے ہیں۔ مولّف نے اپنے حالات تذکرے میں تحریر کرتے ہوئے اس تذکرے کی تالیف کا آغازسنہ ۱۷۹۴ھ/ ۱۱۶۰ھ بتایا ہے لیکن ۲۵ سال تک لکھتے رہنے کے بعد اس نے اس سلسلے کو موقوف کر دیا تھا، مگر پھر کرناٹک کے نواب اعظم جاہ کی فرمائش پردوبارہ لکھنے کا آغاز کیا اور اپنی وفات (۱۸۳۲ء) تک اس میں اضافے کرتا رہا۔

رائق کی پیدائش محمد پور (ارکاٹ) میں ہوئی - اجداد کا پیشہ طب تھا۔ رائق نے ابتدائی تعلیم یاد گیر (نیلور) میں حاصل کی ،پھر مدراس پہنچ کر مولوی محمد باقر آگاہ سے تلمذ اختیار کیا اور تعلیم مکمل کی۔ملازمت کا آغاز "ارکاٹ" میں نواب عمدۃ الامرا کے دارالانشامیں بحیثیتِ منشی کیا لیکن نواب کے انتقال کے بعد مدراس آ کرپیشہ طب میں دربار سے منسلک ہوا اور حکیم باقر حسین خاں کا خطاب پایا، جو اس کے دادا کا خطاب بھی تھا پھر نواب اعظم جاہ نے اسے اپنا معتمد نام زد کیا اور" سراج التواریخ" نامی کتاب کی تالیف پر مامور کیا۔

تذکرہ "گلدستۂ کرناٹک" کامصنف کا خود نوشتہ نسخہ مدراس کے "کتب خانۂ مفید عام اہلِ اسلام" میں محفوظ ہے، جب کہ ایک اور نسخہ مدراس

* ۱۹۲۶ء- ۱۹۸۳ء، معروف و مؤقر محقق و مصنف اور سابق پروفیسر، شعبۂ اُردو، اُردو کالج، کراچی

ہی کے مولوی عبدالرحمن کے ذخیرۂ کتب میں شامل تھا ۱؎ اس تذکرے کا ایک مزید قلمی نسخہ" ایشیاٹک سوسائٹی، کلکتہ" کے کتب خانے میں محفوظ ہے ۲؎ شاعری اور نثر میں اس نے بیدلؔ، ظہوریؔ اور ابو الفضل کے تتبع کی کوشش کی ہے ۳؎۔

یہ تذکرہ شائع نہیں ہوا۔ نسخۂ صدر نمبر ۳۷۳۹، "کتب خانۂ مفیدِ عام اہلِ اسلام "مدراس کے نسخے کو مولانا محمد عمر یافعی حیدرآبادی نے نقل کیا تھا اور آخر میں کتابت کی تاریخ ۲۱ مئی ۱۹۳۵ء تحریر کی تھی۔ اس منقولہ نسخے کی بنیاد پر ڈاکٹر محمد ایوب قادری (متوفی ۱۹۸۳ء) نے اس کی تلخیص و ترجمہ کیا تھا اور گاہے حواشی کا اضافہ بھی کیا تھا۔ یہ تا حال غیر مطبوعہ رہا۔ استاذی ڈاکٹر محمد ایوب قادری مرحوم و مغفور نے، کہ اس عاجز پر اُن کی عنایتیں و شفقتیں بے پایاں رہی ہیں؛ اپنے مسودے کا عکس اس عاجز کو عنایت فرمایا تھا۔ چوں کہ اصل فارسی تذکرہ شائع نہیں ہوا اور عام طورپر اس کے قلمی نسخے بھی عام دسترس میں نہیں ہیں، اس لیے اس کی تلخیص و ترجمہ مع حواشی، کہ جو ڈاکٹر محمد ایوب قادری مرحوم کی کاوش ہونے کے باوصف بھی اور غیر مطبوعہ اور ایک تبرک ہونے کے سبب، افادۂ عام کے لیے ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

موجودہ حالت میں، مسودے کے صفحۂ اول پر علی الترتیب یہ عبارتیں تحریر ہیں:

تذکرۂ شعرائے فارسی

موسومہ

گلدستۂ کرناٹک مولّفہ علی رضا المتخلص بہ رائق

سنہ کتابت غرۂ شہر ربیع الثانی ۱۲۳۲ھ، صورت اتمام یافت

نقل از کتب خانہ أہلِ اسلام ،مدراس، نمبر ۳۷۳۹،کتابت ۲۱ مئی ۱۹۳۵ء،

ازقلم مولانا محمد عمر یافعی حیدرآبادی

تذکرہ کے پہلے ورق پر ۱۲۱۰ھ لکھا ہے،پھر یہ عبارت ہے :

" المالک الحقیقی ہو اللہ و من حیث الظاہر اعجاز علی موسیٰ رضاعفی عنہ ،سطری مسطر ،روبکاری تقطیع، صفحات ۵۵

۱۔ "محمد یوسف کوکن عمری:"Arabic and Persian in Carnatic (1710-1960)"، مدراس، ۱۹۶۳ء، ص۲۷۲"

۲۔ ایوانوف، ڈبلیو" [Ivanow,w]: Catalogue of Persian Mansuscripts in the Library of Asiatic Society, Calcutta" جلد اول، ضمیمۂ اول، کلکتہ، ۱۹۱۰ء ص ۲۶۷۔

۳۔ رائق نے "دیوان رائق" کے علاوہ کئی کتابیں تصنیف و تالیف کیں۔ حالات کے لیے: "گلدستۂ کرناٹک"؛ "نتائج الافکار"، ص ۱۸۹؛ "صبح وطن"، ص ۸۰۔۸۱؛ "گلزارِ اعظم"، ص۲۱۲؛ "اشاراتِ بینش"، ص۹۴۔۹۵؛ "حدیقۃ المرام"، ص۲۳ اور علی رضا نقوی: "تذکرہ نویسی در ہندو پاکستان"، ص۵۲۷۔۵۲۹؛ گل چیں معانی: "تاریخِ تذکرہ ہای فارسی"، ص۴۲-۴۵

گلدستۂ کرناٹک
تذکرۂ شعرائے فارسی
مولّف علی رضا رائق
تلخیص و ترجمہ
محمد ایوب قادری

ڈاکٹر ایوب قادری مرحوم نے اس تذکرے کی اس نقل کا،جوعمریافعی مرحوم نے تیار کی تھی؛ ترجمہ کیا تھاانھوں نے کہاکہ غالباً عمر یافعی نے اسے نقل کرتے ہوئے اشعارحذف کردیے تھے، چناں چہ یہ ترجمہ اور تلخیص اشعار کے بغیر ہے۔ [م۔ع]

مقدمہ ازمحمد ایوب قادری

چوں کہ تذکرۂ شعرائے فارسی کرناٹک کاتعلق علاقہ مدراس سے ہے،اس لیےہم یہاں اس پرایک سرسری نظرڈالتے ہیں۔
مدراس؛جنوبی ہند کے شرقی ساحل پر واقع ہے اورایک اہم بندرگاہ ہے۔علاقہ پایاں گھاٹ اور بالا گھاٹ خصوصا ورنگاپٹم،نیلور،ترچناپلی اور ارکاٹ وغیرہ پرمشتمل ہے۔۱۹۵۶ءمیں یہاں اُردو بولنے والوں کی تعدادتقریباً نولاکھ تھی۔عربوں کے تعلقات جنوبی ہند،جاوااورسماترا سے بہت قدیم زمانے سے رہے،جن کاذکرمشہورسیاح ابنِ بطوطہ،سلیمان تاجر،ابوریحان بیرونی کے سفرناموں میں ملتاہے۔ سلاطین عادل شاہی ۸۹۶ھ تا۱۰۹۷ھ اورقطب شاہان گول کنڈہ کے زمانۂ جنگ تالی کوٹ کے بعد یہ علاقہ ہندوراجاؤں نے فتح کرلیا تھااور پھراس علاقے کو عالم گیر نے فتح کرلیااورمغل سلاطین کے قبضے میں ۱۱۱۵ھ تا ۱۱۵۶ھ تک رہا۔۱۱۵۷ھ میں آصف جاہ اول (متوفی ۱۱۶۱ھ) نے اس علاقے کونواب انورالدین خاں گوپاموی کے سپرد کردیا۔والاجاہی خاندانِ گویااحفادانورالدین خاں۱۱۶۲۔۱۲۷۳ھ تک،اس کے بعدشہزادگانِ والاجاہی ۱۲۸۸ھ تک کارفرما رہے،گویااس طرح نوایطی اوروالاجاہی خاندان پونے دوسوبرس تک حکمراں رہے۔
آصف جاہ اوّل نے جب دکن پہ تسلّط حاصل کیاتواورنگ آبادمیں فارسی شعرا کی بڑی قدرومنزلت ہوئی۔چوں کہ وہ خودبھی فارسی کے بلند پایہ شاعراورمرزا بیدلؔ کے شاگرد تھے۔غلام علی آزادؔبلگرامی یہاں کے شعراکے گویا روح ورواں تھے۔شعرائے فارسی کے کئی تذکرے،مثلاً ''خزانۂ عامرہ'' وغیرہ آزادؔ نے لکھے۔لچھمی نرائن شفیقؔ اورنگ آبادی تلمیذِ آزادؔنے بزمانۂ آصف جاہ ثانی وارسطوجاہ وزیر؛ تذکرۂ ''شامِ غریباں'' تالیف کیا ۔میرمحمد ہاشم جرأت الخاطب بہ موسوی خاں (۱۰۸۸ھ۔۱۱۸۵ھ) معاصرآزادؔبلگرامی ومرزابیدلؔ بھی موجودتھا۔مشاعرے زوروشور سے ہوا کرتے تھے۔اس کامرکزحیدرآباددکن تھا۔عبدالقادرالمتخلص بہ مہرباںؔ وفخریؔ تلمیذآزادؔبلگرامی اورنگ آبادی مدراس پہنچے۔مرزااصفہانی (ف۱۱۸۰ھ) کونواب سراج الدولہ والی کرناٹک نے اورنگ آباد سے بلوایا،نیزسیّدمحمدخان سخنؔ اصفہانی (۱۲۱۶ھ) ایران کے امیرالامرانے قدرافزائی کی؛غرض دربارِوالاجاہی میں فارسی کے مستندعلمااورجیّدشعراموجودتھے۔بعض شعرائے کرناٹک نے رائقؔ کے علاوہ زمانۂ مابعدمیں کئی تذکرے تالیف کیے،جن میں مرتضیٰ خان بینشؔ کاتذکرہ ''اشارات بینش'' (۱۲۶۵ھ) (رکن مجلس اعظم جاہ نے مرتب کیا) جوغلام غوث خاں اعظم الامرا(۱۲۴۱۔۱۲۷۳ھ) نے تذکرۂ ''صبحِ وطن'' (۱۲۵۸ھ) اورتذکرۂ ''گلزاراعظم'' (۱۲۷۲ھ) مرتّب اورشائع کیے۔

سیّد علی رضا رائق مولّف تذکرۂ" گلاستۂ کرناٹک" نے حسبِ دستور زمانہ "انشاے بیدلؔ"، ابو الفضل، "مجمع الانشا"، "مناظر الانشا"، "رسالہ قوشجی" ہندسہ و ہیئت میں مہارت حاصل کی۔ علامہ باقر آگاہؔ (متوفّی ۱۲۲۰ھ) جیسے اُستاد کا شاگرد تھا۔ اگر چہ علاقہ مدراس کے فارسی گو شعرا کا پہلا تذکرہ "حدیقۃ الشعرا" (۱۱۸۷ھ) مرتبہ و مولفہ سیّد غلام مرتضی خان المتخلص بہ خادمؔ کا ہے مگر یہ ایک عام تذکرہ ہے، علاقہ مدراس کی تخصیص نہیں مگر رائق کا تذکرہ "گلدستۂ کرناٹک" خاص مدراس کے فارسی گو شعرا کے متعلق ہے جس میں استثناے چند زیادہ تر شعرا کے چشم دید حالات و کلام نقل کیا گیا ہے، اس لیے اہمیت رکھتا ہے، چناں چہ اپنے حالات کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"۔۔۔اگر چہ نیک خاک پاک نیکانم، عجب کہ تشنہ بجانم، سفال ریحانم، دریں مقام چناں دید کہ بطمیمہ فکراں بعض از روشن فکر و بتقریب بیانِ احوال برخے از بزرگانِ تقدس نشاں عرض خود نماید و زبان خامہ عجوبہ چناں بترقیم ترجمۂ خویش رساید و زبانِ خامہ عجوبہ چناں بترقیم و بدیں وسیلۂ مجیلہ و در زمرہ این صفا کیشاں خود را عرض جلوہ دہد و استاید باشد کہ نوبتے بدیں خدمت گرامی منظورِ نظر ایشاں گشتہ توقیع قبول یابد و بدعاے اجابت اثرِ سرمایہ ءزندگی حاصل، شاید کہ نوبتے از رہ گزر ایں صفا کیشاں منظور نظر صاحب نظرے گردد و مقبولِ طبعِ صاحب قبولے شود۔" (۲۶ب)

غرض یہ تذکرہ ۶۵ شعرا پر مشتمل ہے۔ ان کے سوا پانچ شعرا ایسے ہیں جن کا ایک ہی شعر ملا، حالات درج نہیں، جن کے حالات ہم نے دوسرے تذکروں سے لے کر شامل کر دیے ہیں، شعرا کی فہرست بھی درج کر دی ہے، اور یہ تذکرہ اصل مخطوطہ "کتاب خانۂ اہلِ اسلام" مدراس مکتوبہ ۱۲۳۲ھ پر مبنی ہے جو حیات مولّف کا نسخہ ہے اور جس کو مشہور ادیب مولوی ابو محمد عمر الیافعی نے ۱۹۳۵ھ میں نقل فرمایا تھا۔

<u>رائق مولّف تذکرہ:</u> آگاہؔ کے شاگرد تھے:

"ایں خاکسار ہم از کمترین مستفیضانِ بزم سراسر اوقات اوست و ذلہ ربایانِ خوانِ یغماے تربیت اُو۔" (ص ۷/الف)

مصنف نے حالات اکثر شعرا کے بیٹوں سے، شاگردوں یا دوستوں، متعلقین سے حاصل ہیں۔ (شریف علی خاں ۱۲/الف)

انست کے سلسلے میں لکھتے ہیں: "دریں ولا از اظہار خلف الرشید سعادت مند خاں مرحوم مسموع شدہ۔" (ورق ۱۶/الف)

احباب رائق: قادر نواز خاں

رائق کے استاد: امتیاز اور محسن تھے:

"ایں خاکسار ہم درحراثتِ سن رسالہ "میزان صرف" از خدمتِ ایشاں، درست کردہ و در سلسلۂ مستفیدانِ خدمت شریفش منسلک گردیدہ۔" (۴۲ب)

امتیاز میر محسن کے ذکر میں لکھتے ہیں:

"ہنگام تسوید این اوراق اشعارش بہم نرسیّد، دو سہ بیت کہ در بیاضِ خاکسار مرقوم بود بجہتہ لزوم ترقیم گردید (۱۴ب)

<u>حافظہ:</u> رائق کا حافظہ اچھا تھا، اکثر شعرا کے حالات میں لکھا ہے کہ دیوان یا اشعار بوقت ترتیب تذکرہ ہم دست نہیں ہوئے، لہٰذا یاداشت و حافظہ سے یہ اشعار لکھ رہا ہوں (ص ۴۵ب) در ضمن امینؔ، (ص ۹۴الف) در ضمن عزتؔ۔

<u>عارف الدین رونق دوست تھے:</u> "از دیر پا سر رشتۂ اخلاص و اتحاد با راقم سطور دارد۔ اکثر اوقات بملا قاتِ خود سرورمی سازد" (ص ۴۷)

<u>فائق، سیّد خیر الدین:</u>

''مخلصانِ صمیم و دوستان ومشفقانِ قدیم راقم سطوراست ،(ص ۹۶الف)۔بعض لوگوں نے خودحالات وکلام بھیج دیے،(ص۹۹الف۔کاشی پرشادفدوی)۔۱۲۱۳ھ میں تذکرہ تالیف ہورہا ہے:''تاحالت تحریرکہ۱۲۱۳ھ''(۱۰۲ب۔درحالات گوہر)مرزامحمدصادق کوکب کانمونۂ کلام رونق نےفراہم کیا:''چندابیات اُو عارف الدین خان رونقؔ۔۔۔براقم رسانیدہ''(ص۱۰۵ب)

<u>رائق کی تاریخ گوئی</u>: تاریخ انتقال ماجدؔ(ص۱۱۶/الف۔دیکھیے: ماجد کا حال)،بعض سے حالات وسخن رائق نے منگوائے،مثلاً غلام محی الدین معجزؔ(''غزل کم بحسب طلبِ راقم فرستادہ''۔ص۱۲۱الف)

<u>محمدحسین رفعتؔ</u>:اب جدۂ خاکسار(ص۱۲۲۔دادی کے والد)

<u>سیّدعلی محمدمشہود سے استفادہ</u>:

''دراوائل حال زبان اقامت اُودگیردوسہ رسائل مثل'صرفِ'میرنصف شرح عوامل خدمتش سندکردہ'' (ص۱۲۸الف)

<u>امیرالدین علی سے استفادہ</u>:

''جواہرنامۂ اشعارش ہنگامہ سرگرمی استفادہ خدمتِ شفقت مرتبت امیرالدین علی(اودگیرمیں فارسی کےجگت استاد تھے)خلف الرشیدخاں مشار'الیہ(اشرف الدین علی خان نگیںؔ)بنظرِراقم گزشتہ۔''

<u>ناصرصفی الدین محمدخان سے ربط</u>:''مابراقمِ سطورنہایت معارف علیہ۔''

<u>ابوسعیدخاں والہؔ</u>:

''استعدادخوبی اخلاق وشائستگی مرغوبےازدیربازباراقمِ سطورمصافاتِ برادرانہ ومواخاتِ مشفقانہ، خصوصاً اتحادوحسنِ سلوکِ پدرِبزرگوارش سیّدابوطیب خان مغفرت نشاں ،لایمما شفقت ورافت بیکراں عمش سیّدضیاءالدین خاں جنت مکاں نسبت بحال جدّ امجد والد ماجد خانماں نہ آں چناں متحقق متصوّر بود،کہ عروج بیان وزبان آمدنامہ درگزارش ونگارش سرنگوں وپست نگردد۔'' (۱۴۱/الف)

تذکرہ گلدستہ کرناٹک

۱۔ <u>آگاہؔ ،مولوی محمدباقر</u>

آگاہ تخلص مولوی محمدباقر،نایطی شافعی قادری ویلوری۔آباواجدادبیجاپورکے رہنے والے تھے۔ویلورمیں۱۴محرم۱۱۵۸ھ کوپیدا ہوئے۔سات سال میں''قرآنِ مجید''ختم کیا۔اپنے چچا سے فارسی کی کتابیں پڑھیں۔''سکندرنامہ''اور''قران السعدین''،سیّدابوالحسن قربیؔ قادری سے پڑھیں،پھرمولوی ولی اللہ کے سامنےزانوئے ادب تہہ کیااورفراغ حاصل کیا۔۱۵سال کی عمرسے تصنیف وتالیف کا مشغلہ شروع کردیا،سترہ سال کی عمرمیں اپنے استاداورمرشدکی شان میں ایک قصیدۂ فارسی لکھا۔عربی،فارسی،اُردوتینوں زبانوں میں ان کی تصانیف

ہیں۔

عربی تصانیف:

۱۔تنویرالبصیرۃ والبصر فی الصلواۃ علی النبی بذکرالسیر
۲۔نفائس النکات فی رسالہ علیہ السلام
۳۔القول المبین فی ذراوی المشرکین
۴۔الدرالنفیس فی شرح قول محمد بن ادریس
۵۔دیوان عربی اعمیٰ بہ النفحۃ العنبر یہ فی مدحت خیرالبریہ
٦۔تلک عشرۃ کاملہ ہندیہ
۷۔دیوان غزلیات
۸۔مقامۃ الشمامتہ الکافوریۃ فی وصف المعابدالایلوریۃ
۹۔مقامتہ الحطفیہ العقابیتہ للفارۃ المکیہ
۱۰۔مقامہ ترشنافلیہ
۱۱۔مقامہ ارکاتیہ
۱۲۔مقامہ حیدرآبادیہ
۱۳۔شمایم الشمائل فی نظام الرسائل درمکاتیب عربیہ

فارسی تصانیف:

۱۔سعادت سرمدیہ دروجوب محبت محمدیہ
۲۔کشف الخطاعن الشرایط یوم الجزا
۳۔شرح دیباچۂ مثنوی معنوی
۴۔افغان نے درشرح غزل اول حضرت خواجہ حافظ
۵۔دورسالہ دیگر کہ بہ بیتین اولین مثنوی تعلق دارد
٦۔دفع وسواس الخناس العارض فی حدیث المیراب والفدک والقرطاس [۲]
۷۔رسالہ اتحاف السالک
۸۔بیانِ دل نہاددرشرحِ رباعی مستزاد
۹۔ایقاظ العاقلین
۱۰۔ارشادالجاہلین
۱۱۔نغمۂ بیدل نواز
۱۲۔سحرالحلال فی ذکرالہلال [۳]
۱۳۔جلاءالبصایرفی نقض دلایل المناظر [۴]
۱۴۔کحل الجواہرفی شرحِ جلاءالبصایر
۱۵۔چارصدایرادبرکلام آزاد
۱٦۔کتاب الرسائل
۱۷۔رسالۃ الاعلان بالاذان
۱۸۔رسالہ تبئین الانصاف
۱۹۔رسالہ استفادہ ردالکذب علی الکاذب المنکر
۲۰۔النقول البدیعہ
۲۱۔رسالہ دلائل اثناعشریہ
۲۲۔رسالہ گریہ بعض روایات برآوردہ تعلق دارد
۲۳۔رسالہ کہ بحدیث انتم اعلم باموردنیاکم متعلق
۲۴۔رسالہ الحجۃ المنعیہ
۲۵۔رباعیات بدیعہ
۲٦۔رسالہ عین الانصاف
۲۷۔رسالہ کمال الانصاف
۲۸۔رسالہ معذرت نامہ آگاہی
۲۹۔دیوان فارسی

اُردو تصانیف:

۱۔ہشت بہشت معنوی [۵] درسیرِ شریفِ مصطفوی
۲۔ریاض الجنان درمناقب عترت عالی شان [٦]
۳۔تحفۃ الاحباب فے مناقب الاصحاب [۷]
۴۔فرایددربیان فوائد [۸]

۵۔محبوب القلوب فی مناقب المحبوب ۶۔تحفۃ النسا
۷۔روضۃ الاسلام درفقہ مذہب امام الایمہ ۸۔فرایددرعقاید
۹۔گلزارِعشق قصۂ رضوان شاہ ۱۰۔خمسۂ متحیرہ
۱۱۔مثنوی روپ سنگار ۱۲۔دیوان قصائدوغزلیات اُردو ۹

نام ورمصنف اور شاعر ہے۔قربیؔ کے مرید تھے۔۱۲ذی الحجہ۱۲۲۰ھ میں انتقال ہوا،''قدمات فرد العصر'' تاریخ نکلتی ہے(۱۲۲۰ھ)

ندارد حسن با لب گرم جوشی
خموشی بہ ، خموشی بہ ، خموشی
کدامیں شمع را گردیدٔ یارب! دیدہ فانوسی
کہ آید در نظر ہر پردہ اش چوں بالِ طاؤسی

۲۔ انسؔ،حکیم شرف الدین علی خاں

انس تخلص،حکیم شرف الدین علی خان ولد مبارز الدین،نایطی،کرناٹک وطن ہے۔وہاں سے ادھونی(امتیاز گڑھ) گئے۔نواب شجاع الملک کی ملازمت میں رہے اور خاں کا خطاب پایا۔فنِ طب میں مہارت تھی۔شعروشاعری کا ذوق رکھتے تھے۔ان کے بیٹے سعادت مند خاں کا بیان ہے کہ۲ذی الحجہ۱۲۰۴ھ کوشرف الدین علی خاں کا انتقال ہوا:

نظارہ محو جلوۂ جانانہ می رسم دیوانہ از اسیر پری خانہ می رسم
ہرگز بسوے من نگہ آشنا نکرد حسرت نصیب نرگس مستانہ می رسم

۳۔ ابجدیؔ،میر اسماعیل خاں

ابجدیؔ تخلص ہے،فصاحت بلاغت میں کامل ہے۔فارسی کے استاد تھے۔اکثر لوگوں نے فیض پایا۔فارسی و اُردو کا دیوان ہے۔متعدد قصیدے اور مثنویاں لکھیں۔مثنوی''انور نامہ''لکھی اور نواب سراج الدولہ بہادر کے حضور میں پیش کی۔اس فیاض نواب نے چاندی میں تلوایا اور ساڑھے چھ ہزار روپیا بخش دیا۔ ۱۰

مثنوی''زبدۃ الافکار''،''مودت نامہ''،دیوانِ غزلیاتِ فارسی یادگار ہیں۔اُردو کا دیوان بھی مکمل کیا تھا۔ ۱۱

اُردو کے اشعار نہایت سادہ ہیں

رشک در چشم و آتشے در دل مشرب شمع انجمن داریم
لقمۂ خواں خسیاں تخم آزار دل است ریزۂ ایں سنگرور زیر دنداں یاقتیم
دستک بدرِ سینہ زند دل ز طپیدن شاید کہ در آید بت سیمیں بند ما

۴۔ حقؔ،شیخ احمد

حقؔ تخلص،شیخ احمد ولد شیخ محمد مخدوم ساوی ۱۲ علم رمل،نجوم اور تصوف میں کامل تھے۔سنّیوں میں سنّی اور شیعوں میں شیعہ ظاہر کرتے تھے،حاصل یہ کہ لا مذہب تھے۔۱۲۱۷ھ میں فوت ہوئے۔

دیدن دوست دوائے دلِ محزوں باشد دیدہ گردوست نہ بیند قدح خوں باشد

۵۔ حیدریؔ، ملازم حسین

حیدریؔ تخلص، غلام حسین ولد محمد صادق مہکری۔ پہلے جودتؔ تخلص تھا، [۱۳] جب ان کے بھانجے نے تخلص کیا تو اُنھوں نے حیدریؔ تخلص کرلیا۔ 'مہکر' کوکن کا ایک قصبہ ہے، ان کے بزرگ وہیں کے رہنے والے تھے۔ شعروشاعری میں نام ور تھے، ہم عصروں میں ممتاز تھے۔ نظام علی خان کی ملازمت میں رہے، وہیں فوت ہوئے۔

نیست آئینہ ساختن کارے صاف دل سکندری اینست

۶۔ ذوقیؔ ویلوری، سیّد عبداللطیف

ذوقیؔ تخلص، سیّد عبداللطیف عرف غلام محی الدین نام، سیّد ابوالحسن قربیؔ کے فرزند سعید ہیں، [۱۴] جن کا ذکر قاف کے ذیل میں آئے گا۔ ذوقیؔ بھی عارفانہ ذوق رکھتے تھے۔ شعروشاعری میں دست گاہ کامل تھی۔ غزل وقصیدہ خوب لکھتے ہیں، نثر پر بھی قدرت تھی، قدما کے رنگ میں کہتے تھے۔ عربی وفارسی اپنے والد حضرت (قربی) سے پڑھی۔ علوم معقول ومنقول اور اصول وفروع میں فاضل وکامل تھے۔ تین لاکھ اشعار اُنھوں نے لکھے ہیں۔ دو دیوان، پانچ مثنویاں (در تتبع خمسۂ نظامی گنجوی)، مثنوی ''معجزۂ مصطفیٰ ﷺ'' [۱۵] قصائدِ متفرق، ''رسالہ علم فرایض''، ''رسالہ علم بیان وصرف'' ان سے یادگار ہیں۔ [۱۶] ۱۱۹۳ھ میں انتقال ہوا۔ [۱۷]

۷۔ رائقؔ، علی رضا مولّف تذکرہ

خاک سار علی رضا نائطی، نسب [۱۸] شافعی مذہب، پیدائش محمد پور، قادری سلسلہ، رائقؔ تخلص، ۱۱۸۰ھ میں پور عرف ارکاٹ میں پیدا ہوا۔ جب ہوش ہوا تو صاحبِ کمالانِ علم وفن سے استفادہ کیا۔ ''قرآنِ کریم'' کے بعد فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ ''انشائے بیدل''، ابوالفضل ''مجمع الانشا''، ''مناظر الانشا''، ''رسالہ قوشجی'' اور دوسرے فارسی رسالے امیر الدین علی ابن شرف الدین علی خاں نکیںؔ اور سیّد کمال الدین کمالؔ سے پڑھے، اس کے بعد عربی درسیات مولوی حافظ محمد حسین سے پڑھیں۔ ''میبذی'' اور ''رسالۂ تصدیق وتصور'' (میر زاہد) بھی ان سے پڑھے۔ بہت سی کتابیں مثلاً ''نفحۃ العنبریہ''، ''عشرہ کاملہ''، ''مقامات حریری''، ''اربعین نووی''، ''منہاج'' (فقہ شافعی) ''تحفۃ العراقین''، ''نغمہء بیدل'' وغیرہ کو دیکھا اور ان کے غوامض حل کیے۔ شعروشاعری میں حضرت آگاہؔ سے استفادہ کیا، پھر خاندانی فن علم طب کا شوق ہوا۔ ''سدیدی''، ''نفیسی''، ''شرح اسباب''، ''مفرح القلوب'' وغیرہ ملاّ عبدالعلی بحر العلوم ابن ملاّ نظام الدین ابن ملا قطب الدین، حکیم احمد اللہ خان اور مولوی ارتضا علی خان خوشنودؔ سے پڑھے اور ان فن میں کمال حاصل کیا۔ شہرت ہوئی، نواب عظیم الدولہ بہادر کی بیماری میں طلب ہوئے اور اطبا کے زمرہ میں ملازمت ملی۔ استفادہ علوم کا سلسلہ جاری رہا۔ ''خلاصۃ الحساب''، ''چغمنی''، ''تاسیس'' (در ہندسہ) مجازی سے پڑھے اور محمد صالح مجازی سے ''ترمذی'' سے اور صحاحِ ستّہ کی سند حاصل کی۔ [۱۹]

بوحدت خضر رہ گردید کثرت فکر دانا را		سواد حرفہا آئینہ باشد روے معنی را
بت ترسا نژاد کرد احیا دین عیسیٰ را		کہ می دارد ز عشق او فلک خط چلیپا را

۸۔ قربیؔ ویلوری، شاہ ابوالحسن

قربیؔ ویلوری، سیّد ابوالحسن نقوی نام، ابن سیّد عبداللطیف۔ [۲۰] ان کا سلسلۂ نسب علی نقیؑ پر منتہی ہوتا ہے۔ ان کی والدہ سیّد ابوالقاسم کی صاحب زادی تھیں جو علمِ معقول ومنقول اور فروع واصول میں مشہورِ زمانہ تھے۔ عالم گیر بادشاہ نے ان کو پنج ہزاری منصب اور وراثت خاں

کا خطاب دیا تھا۔

قربیؔ کی ولادت شبِ برات میں ۱۱۱۷ھ میں بیجاپور میں ہوئی۔ ۲۱ چار سال کی عمر میں اپنے باپ کے ہمراہ شاہ نور پہنچے اور دو سال کے بعد وہاں سے سرا گئے اور وہاں سے ارکاٹ کا رخ کیا، وہاں چھ سال رہنے کے بعد ویلور آ گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ مولوی محمد حسین مدرس بیجاپوری کی خدمت میں فارسی کی بعض کتابیں پڑھیں، پھر شیخ محمد فخر الدین نایطی ۲۲ کے مرید وخلیفہ ہوئے۔ سلوک کی کتابیں، اس کے بعد ''مخزنِ اسرار'' اور مثنوی شریف پڑھیں، پھر محمد ساقی شاگرد سیّد عبد الرحیم کی خدمت میں استفادہ کیا، پھر درس واستفادہ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس زمانے میں شیخ محمد فخر الدین نایطی سے بیعت کی اور سلسلۂ قادریہ میں خلافت بھی ملی۔ آخر عمر میں سیّد علی محمد کی خدمت میں پہنچے اور فیوض وبرکات حاصل کیے۔ خلافت بھی ملی۔ آخر عمر میں سیّد علی اور عبد الحق شیخ محمد مخدوم محمد ساوی کی خدمت میں فیوض وبرکات حاصل کیے۔ رشد وہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ شعر خوب کہتے تھے۔ ''فتوح الغیب''، ''فتوحات مکیہ''، ''فصوص الحکم'' اور ''انسان کامل'' تبحر حاصل کیا تھا۔ عربی میں جمعہ کے چند بلیغ خطبے لکھے۔ حضرت آگاہؔ (محمد باقر) نے ان کو تحفۃ الحسن ۲۳ (فی مناقب سیّد ابی الحسن) میں دوسرے حالات کے ساتھ شامل کر دیا ہے۔ ۱۱۸۲ھ ۲۴ میں انتقال ہوا۔ ویلور میں مزار زیارت گاہ ہے۔ حضرت آگاہ نے ''غاب قطب البلاد'' (۱۱۸۲ھ) سے تاریخ نکالی ہے۔ ۲۵

اے آہ ! برق سیرم بگزر زہرزہ گردی از حالِ دل خبر وہ یک بار جان ملا
در گوشۂ یاقوت لبت خالِ سیہ نیست در ہیچ دکانے ---- نیست

۹۔ کاملؔ، مولوی کبریا

کاملؔ تخلص، مولوی کبریا ۲۶، نہایت فاضل اور لائق شاعر تھے۔ اپنے وطن میں مختلف علوم عقلی ونقلی کی تحصیل کی۔ فنون ادبیہ میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ ۱۲۱۱ھ میں زیارت حرمین شریفین کے ارادے سے چلے اور مدراس میں آئے۔ خواجہ عبد اللہ خان مرحوم ۲۷ کے نواسے سیّد عاصم خان کی خانقاہ میں مخدوم ساوی قادری (عبد الحق) ۲۸ کی درگاہ کے متصّل کچھ دنوں مقیم رہے۔ اس علاقے کے شرفا ملاقات سے مستفید ہوئے اور ان کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ چوں کہ اس زمانے میں نواب والا جاہ کا انتقال ہوا، لہٰذا اُنھوں نے وطنِ مالوف کی واپسی کا ارادہ کیا اور جہاز کے ذریعہ سفر کیا۔ فرانسیسی جہازوں سے سامنا ہو گیا۔ اُنھوں نے ان کے جہاز پکڑ کر تمام ساز وسامان برباد کر دیا لیکن یہ شرط ہے کہ ان کو مع اُن کے چند ساتھیوں کے زندہ چھوڑ دیا اور ان کو قید کر کے نہ لے گئے۔ یہ بڑی خرابی کے بعد کلکتہ پہنچے اور وہاں سے انھوں نے اپنے گھر کا راستہ لیا اور بخیریت پہنچ گئے۔ ۲۹

آریم بایں وحشت اگر رو بہ بیاباں گیریم خراج از رم آہو بہ بیاباں
ہیچش خط ز پرسشِ روزِ جزا نشد بیگانہ ساخت از ہمہ و آشنا نشد

۱۰۔ یادؔ، شاہ محمود

یادؔ تخلص، شاہ محمود نام، شیخ محمد مخدوم ساوی قادری کے دوسرے بیٹے ہیں، یادؔ تخلص کرتے ہیں، درویشی کا طریقہ رکھتے ہیں۔ زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہو چکے ہیں۔ وہاں سے ملک روم کی سیاحت کے لیے گئے۔ سلطانِ روم اور وہاں اعیان نے اعزاز فرمایا۔ وہاں سے واپسی کے بعد دہلی پہنچے وہیں سکونت اختیار کر لی۔ رفتہ رفتہ وہاں کے امرا اور بادشاہ سے ملاقات اور روشناسی حاصل ہوئی۔ وہاں سے واپسی

کے بعد حیدرآباد آئے۔ کچھ دنوں وہاں رہے لیکن وہاں اُن کی طبیعت نہیں لگی۔ وہاں سے مدراس چلے آئے۔ اگر چہ طبیعت موزوں تھی مگر ان کی شاعری پست ہے۔

شاہ محمود نواب عمدۃ الامرا بہادر کے حضور میں پہنچے اور اکثر اشعار نواب کو سناتے تھے۔ نواب ظریف اور شعر کا مذاق رکھتے تھے۔ حاضرین مجلس سے فرماتے تھے کہ شاہ محمود خوب آدمی تھا، اگر چہ شعر نہیں کہہ سکتا تھا ۳۰؎

بیک بوسہ جاں دادم جناب دوستاں در دل — بایں قسمت اگر خوش گشت من مرہون احسانم

۱۱۔ امتیازؔ، میر محسن

امتیازؔ تخلص، میر محسن نام، نظم ونثر میں قدرت ومہارت رکھتے تھے۔ مرزا عبدالقادر بیدل کی طرز پر عبارت لکھتے تھے۔ نہایت ہی صاحب استعداد اور کامل تحقق تھے۔ شعرا میں بھی عزت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ گوشہ نشینی کو پسند کرتے تھے۔ بے ضرورت گھر سے قدم باہر نہیں نکالتے تھے۔ بہت سے لوگوں نے ان سے تعلیم وتربیت پائی۔ میں نے بچپن میں رسالہ ''میزانِ صرف'' ان سے پڑھا تھا۔ ۱۱۹۹ھ میں انتقال ہوا۔ ۳۱؎ اس تذکرہ کی تدوین کے وقت اُن کے اشعار نہیں ملے۔ دو تین شعر بیاض میں تھے، لکھے جاتے ہیں:

از عدم رنگین کفن گردیدہ می آید بروں — غنچہ می دار دگر در سینہ پیکاں ترا

گردِ راہ ما غزالاں را سواد دیدہ شد — تا خراب ناز چشم سرمہ ساگردیدہ ایم

۱۲۔ آگاہؔ، علی رضا خان بہادر ضیاء الدولہ

آگاہؔ، علی رضا خان بہادر ضیاء الدولہ، نایط سے ہیں۔ ۳۲؎ حسین دوست خان بہادر شمس الدولہ کے بیٹے ہیں۔ اُنھوں نے آگاہؔ تخلص اختیار کیا۔ طبع سلیم اور فکرِ رسا کے مالک تھے۔ شاعری کا اعلا ذوق اور شاعرانہ ماحول سے وابستگی تھی۔ عبدالقادر عزتؔ کو اپنے اشعار دکھاتے تھے۔ خطِ شکستہ خوب لکھتے تھے۔ مشکل پسندی کی طرف مائل تھے۔ اُن کے کلام میں تعقید ہے۔ اُن کی اور اُن کے والد حسین دوست خان کی فیض وسخاوت کا شہرہ ہے۔ وہ اپنے زمانے کے جعفر برمکی اور حاتم تھے۔ حسین دوست خان کی گرفتاری کے بعد ان کے اکثر ملازموں نے ترک روزگار کر دیا اور پھر تلوار نہ باندھی۔ افسوس کرتے تھے کہ ہم نے اپنی جان نچھاور کیوں نہ کر دی۔ فی الحقیقت اہلِ سپاہ اور اہلِ قلم میں اس کی قدردانی مسلمہ تھی۔

الحاصل، ضیاء الدولہ تباہی کے بعد صدر علی خان کے پاس پہنچے۔ ایک مدت تک وہاں عزت سے رہے، اس کے بعد وہاں سے وہ ملک مرہٹہ میں گئے اور عمر مستعار وہاں گزار دی۔ پیشوایان مرہٹہ نے ان کی استجابت کی۔ خرچ کے مطابق تنخواہ مل جاتی تھی۔ انھیں اپنے باپ کے ملک کی واگزاری کا بارہا خیال آیا اور اسی میں اُن کا انتقال ہو گیا۔ مجھے اُن کے اشعار نہیں ملے۔ حضرت آگاہؔ کی بیاض (سے) یہ شعر نقل کرتا ہوں:

از دہر آں چہ حاصل اسباب کردہ ایم — قصرِ بلند بر رہِ سیلاب کردہ ایم

ہفتاد و دو ملت آشنا شد طبع آزادم — چراغ محفلم آئینہ ام حسنِ پرعازادم

۱۳۔ الفتؔ، محمد عثمان

الفتؔ، محمد عثمان نام ہے۔ شعرا سے وابستگی رکھتے تھے۔ مرثیہ گوئی کی طرف طبیعت مائل تھی اور اس صنف (میں) خوب جولانی طبع

دکھاتے تھے۔کبھی کبھی غزل ومثنوی بھی کہتے تھے۔ان کے مرثیے درد سے مملو ہیں۔

طلسم اعتبارت یک نفس واراست اے غافل! حباب آسا دریں دریاے امکاں چشم بکشا

۱۴۔ امینؔ، محمد امین

شیخ محمد امین، امینؔ تخلص کرتے تھے۔ بنی اسرائیل قبیلہ سے تھے۔۳۳ شعر وانشا میں دست گاہ رکھتے تھے۔ جب ہندوستان سے وہ یہاں آئے تو ارکاٹ عرف محمد پور میں سکونت گزیں ہوئے۔ اپنی قابلیت ولیاقت کی وجہ سے نواب سعادت اللہ خان کے حضور میں پہنچے اور ملازمت سے مشرف ہوئے۔مصاحبت کے ساتھ دارالانشا کی خدمت ملی۔شیخ (محمد امین) کی رائے بدھی چنداوراس کے باپ رائے دکھنی رآم

سے، جونواب مغفرت مآب کا دیوان تھا، بہت محبت وخلوص تھااوران کو بھی شیخ سے خاص تعلق تھا،اسی وجہ سے امین ایک مدت تک یہاں رہے اور اُنھوں نے شیخ کی جدائی گوارا نہ کی۔اس تذکرہ کی تالیف کے وقت ان کا دیوان نہیں ملا۔۳۴
دوشعر نقل ہیں۔

نجابت ہر کراچوں مہر بارفت قریں شد اگر بر چرخ چارم رفت حشمش برزمیں

ازبسکہ دوست بود رحمت دوست کہ زعصیاں گزرے عین گناہیست ایں جا

۱۵۔ افصحؔ، محمود علی خان

افصحؔ، افصح الشعرا المخاطب بہ محمود علی خاں، ان کا اصلی نام حسین علی ابن حاجی محمود علی خان نایطی ہے۔ حسین محمد خان چودھری، جو والا جاہی مدارالمہام تھے؛ ان کے چچا تھے، نہایت حسن دوست، شوخ وشنگ اور ظریف تھے۔ سادہ شعر کہتے تھے۔۳۵ اس کتاب کی تسوید کے زمانے میں غریب خانے پر آئے۔ جب مجھے تحریر میں مشغول دیکھا تو پوچھا کہ کیا کام کر رہے ہو؟ میں نے کہا: اس علاقے کے شعرا کا حال لکھ رہا ہوں اور اس کام میں لگا ہوں۔ فوراً کاغذ اور قلم اٹھایا، ایک مطلع اور اپنے حالات میں چند سطریں لکھ دیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ۱۲۱۰ھ میں نواب عمدۃ الامرا بہادر مسند نشین ہوئے تو محقق فروع واصول اور مدقق علوم معقول ومنقول مولانا عبدالعلی بحر العلوم کی وساطت سے نواب کی ملازمت میں پہنچے اور ریختہ میں جو اشعار نواب کی تعریف میں کہے تھے، وہ پیش کیے اور مولانا (عبدالعلی) کی سعی وسفارش سے ۱۸ ذوی الحج ۱۲۱۰ھ کو افصح الشعرا کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ تین سال ہوئے کہ انتقال ہو گیا۔

دل ازپر تو مہر علی خورشید گردیدم بیک جام والایش مرشد جمشید گردیدم

۱۶۔ امدادؔ، میر امداد علی

میر امداد علی سخن ور، نکتہ پرور، دقیقہ رس اور پاک نفس تھے۔ بلگرام میں پیدا ہوئے۔ سادات تھے۔۱۲۱۲ھ میں اس علاقے میں آئے۔ ایک مدت تک مدراس میں رہے۔ وہاں حضرت آ گاہی کی شرف صحبت سے مشرف ہوئے۔ اپنے اشعار ان کو دکھاتے تھے۔ وہ ان کی نازک خیالی کی تعریف کرتے تھے۔ جب انھیں وطن مالوف کی یاد آئی تو وہ یہ ملک چھوڑ کر چلے گئے۔ اُنھوں نے وہاں سے مدارالملک امیر الامرا بہادر خلف نواب امیر الہند والا جاہ کی مدح میں قصیدہ لکھ کر حضرت آ گاہی کی خدمت میں بھیجا۔ اُنھوں نے نواب کے حضور میں پیش کیا۔ نواب نے پانچ سو روپیا انعام دیا۔ آ گاہی نے وہ رقم کلکتہ بذریعہ ہنڈی میر موصوف کو بھیج دی۔

بغم مردیم فکر ما نکر دی، کاش می کر دی مسیحا بودی و احیا نکر دی، کاش می کردی

نرسد بدامن او چہ کنم غبار خود را بچہ رو دہم تسلی دل داغدار خود را

۱۷۔ احقرؔ، نظام الدین ۳۶

زاں رو کہ بہندو پسرے باختہ ام دل شد قشقہ، صندل سبب درد سرمن
در دیدہ خود جاں ندہم بازنگہ را افتد چو دگر بار بروئش نظر من
میل تقویٰ کے شود ناصح من مستانہ خوشہ انگور دانم سبحہ صددانہ را
در شگفتن شد برنگ گل دل ما چاک چاک بابہار آمد خزاں ہیہات دربستان ما

۱۸۔ اختراعیؔ، محمد محترم خان

اختراعیؔ تخلص، محمد محترم خاں، محمد باقر کے بلا واسطہ جد ہیں۔ محترم خاں لقب تھا۔ محترم خاں، نواب باقر علی خاں بہادر یز نہ نواب مرتضیٰ خان بہادر مرحوم کے داماد تھے جو عالم گیری دور کے امیر اور بزم جہاں گیری کے روشناس اور قبیلہ نایط کے نام ور لوگ تھے۔ پنج ہزاری منصب تھا۔ آخر زمانے میں جب کہ اعظم شاہ کی بہادر شاہ سے لڑائی ہوئی تو اس میں محترم خاں شہید ہوئے اور اپنے آقا کے کام میں جان نثار کر دی۔

شعر خوب کہتے تھے۔ ان کے اشعار نہ مل سکے۔ محمد سعید اسلمی سے ایک شعر سنا ہے:

اختراعی برسرنیش است نوش عافیت بامسیحا در نسازد خاطر آزاد ما

۱۹۔ آشکارؔ، قادر نواز خان

اصلی نام محمد عبداللہ ولد شیخ محمد تلمسانی است۔ شیخ محمد تلمسانی، عالم، متورّع، قاری، حافظِ قرآن اور محدّث تھے۔ شہر تلمسان مغرب میں ہے۔ آغاز شعور سے تحصیل علم کی طرف مائل ہوئے۔ وطن مالوف سے مصر آئے، وہاں تجوید، حدیث اور دیگر علوم حاصل کیے اور علماے نام دار سے سند حاصل کی، وہاں سے مدینہ گئے، حج کیا، پھر ملک روم کی سیاحت کو گئے، شاہ روم سے ملے، دوبارہ حج و زیارت کو گئے۔ چوں کہ علومِ معقول کا شوق تھا لہٰذا ہندستان کا ارادہ کیا۔ دو سال دہلی میں رہے۔ مولانا نظام الدین کی شہرت سن کر ان کی خدمت میں پہنچے اور علوم معقول کی تحصیل کی مولانا سے اجازت لے کر دوبارہ دہلی آئے۔ امرا و اعیان سے تعارف ہوا۔ ان کے کمالات کا شہرہ محمد شاہ بادشاہ کے کانوں تک پہنچا۔ اس نے اپنے حضور میں طلب کیا۔ محمد شاہ بادشاہ نے قرآن کی تجوید کی سند شیخ سے حاصل کی چوں کہ شیخ علم میراث میں بے نظیر تھے۔ اس زمانے میں ان کو مدرسۂ بادشاہی کا مدرس و متولی کر دیا جو جامع مسجد کے قریب تھا۔ مدرسہ کی سند تولیت راقم نے دیکھی تھی۔ بعض وجوہ کی وجہ سے وہاں سے نجیب الدولہ امیر الامرا کی رفاقت میں چلے گئے۔ اس کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے روشن الدولہ ضابطہ خان کے رفیق ہوئے۔ اسی زمانے میں شیخ نے شادی کی۔ قادر نواز خان، نجیب آباد میں پیدا ہوئے، پھر شیخ تلمسانی اپنے چھوٹے بچوں کے ہمراہ اس ملک میں آئے اور نواب امیر الہند والا جاہ کی ملازمت حاصل کی اور محمد پور ارکاٹ کے قاضی مقرر ہوئے۔ ایک زمانے تک وہ اسی خدمت پر مامور رہے۔ حکم شریعت کے نفاذ میں کسی کی رعایت نہیں کرتے تھے۔

قادر نواز خاں فہم و فراست میں ممتاز، نہایت ذہین و فطین تھے۔ طبع موزوں تھی۔ جب وہ نواب امیر الہند والا جاہ کی ملازمت سے سرفراز ہوئے تو ان کے اعزاز و شرف میں اضافہ میں ہوا، خانی و بہادری کا خطاب ملا۔ فوج کے داروغہ مقرر ہوئے۔ نواب کے منظور نظر تھے، کوئی حکم ان کے واسطے کے بغیر نہیں ہوتا تھا۔ نواب عمدۃ الامرا بہادر کے عہد میں جاگیر اور جنگی کا خطاب ملا۔ جناب مولانا عبد العلی (بحر العلوم)

سے بیعت کی۔ ۱۲۱۷ھ میں انتقال ہوا۔ ایک لڑکا اور دو لڑکیاں تھیں۔

من شیفتۂ جذبۂ مستانۂ خویشم		آئینہ حیران پری خانۂ خویشم
دل بافتگاں راخبر از ہر دو جہاں نیست		ازبسکہ شدم محو تو بیگانۂ خویشم

۲۰۔ بیناؔ، سیّد منان حسین

بیناؔ، سیّد منان حسین۔ بیناؔ تخلص کرتے تھے، شعر وشاعری کا ذوق تھا۔ خاندان سادات سے تھے۔ اخلاق وعاداتِ حمیدہ کے مالک تھے۔ درویشانہ وضع تھی۔

درم را در گرہ دارد گہردار		اگر ممسک دو صد لک دام دارد
بفکر زلف و رخش وقت را نمی دانم		نماز شام کنم بانماز صبح ادا

۲۱۔ تجملؔ، حکیم عظیم الدین

تجملؔ، حکیم عظیم الدین تجملؔ۔ ہندوستان کے باشندے تھے۔ ۳۷ آب ودانہ کے تقاضے کی وجہ سے اس علاقے میں وارد ہوئے۔ ۱۲۱۲ھ میں یہاں آئے۔ ان کو آسودگی حاصل ہوئی اور یہاں کے بزم شعرا کی رونق ہیں، فضلیت کے مالک ہیں۔ علم طب میں خوب دست گاہ رکھتے ہیں۔ مولانا عبدالعلی بحرالعلوم کے شاگرد ہیں۔ ان کی ہندی کے مرثیے اور مثنوی مشہور اور شعرا میں مقبول ہیں۔ ۳۸ اس زمانے میں شہر ترچنا پلی عرف نتھر نگر کے مفتی مقرر ہوئے، کچھ دنوں آسائش سے زندگی گزاری، ۱۲۲۱ھ میں انتقال ہوا۔ ۳۹

بسکہ لبریز انا الحق بود اندیشۂ ما		خونِ منصور تراود زبرگ و ریشۂ ما
چو بسملے کہ سرزند او سینہ بر زمیں		غلطیدہ ام بکوے تو دوشینہ بر زمیں

۲۲۔ جودتؔ، غلام حسین

جودتؔ تخلص، غلام حسین ولد محمد یار خان۔ ۴۰ شعرائے عصر میں ممتاز تھے۔ نازک خیال، جودتِ طبع اور ذہنِ رسا کے مالک تھے۔ نثر خوب کہتے تھے۔ کتب درسیہ کی تحصیل نام وراساتذہ سے کی۔ ترچنا پلی عرف نتھر نگر میں رہتے تھے۔ طلبہ کی تعلیم وتربیت میں لگے رہتے۔ گوشہ نشینی اختیار کرلی تھی۔ ۱۲۱۳ھ میں انتقال ہوا۔ ان کے ایک شاگرد محمد عسکری نے ان کی تاریخ انتقال ''خاتم العلما'' سے نکالی ہے۔

بسکہ از نازک مزاجی بے دماغم کردہ اند		می برداز خویش موج چیں پیشانی مرا
درلباس شرم چوں نور نگہ پوشیدہ ام		گوشہ چشمے سیر شد بعریانی مرا

۲۳۔ حاجیؔ، عبدالہادی

حاجیؔ تخلص عبدالہادی نام۔ ان کے والد عبدالکریم خان تتوی تھے۔ ۴۱ اچھے شاعر تھے۔ نازک بیانی، رنگین خیالی اور فصاحت و بلاغت ان کی خصوصیات ہیں۔ جب وہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے تو اس کے بعد اُنھوں نے اپنا تخلص حاجی رکھ لیا۔ دکن آنے پر اس علاقہ (مدراس) میں آ گئے اور ایک زمانے تک یہاں رہے۔ ۴۲ شعر خوب کہتے تھے۔

بگوشم تا رسیّد از یار پیغام رسیّدن ہا		بود بال کبوتر دیدۂ شوق از پریدن ہا
بعرض حال دل ہرگہ زبانم لال می گردد		چو بینم اضطراب آئینۂ احوال می گردد

۲۴۔ خلوصؔ، سیّد محمد

خلوصؔ تخلص سیّد محمد ولد خواجہ حسن چشتی۔ وہ یہاں کے مشہور اور اہل کمال سادات سے ہیں۔ رنگین طبع شاعر ہیں۔ شروع میں وہ شیخ عبدالقادر فخری کو اپنا کلام دکھاتے تھے لیکن کلام میں جیسی پختگی چاہیے، وہ نہ ہوسکی لیکن ذکاوت کا یہ عالم تھا کہ اگرچہ صرف ونحو اچھی طرح نہیں پڑھی تھی لیکن میرؔ آزاد (بلگرامی) ۴۳؎ کے چند قصیدے پڑھنے کے بعد ہی عربی نثر و نظم خوب لکھنے لگے۔ اس مرتبہ ملک جہاں عرف ڈھونڈیا اور انگریزوں سے جو لڑائی ہوئی، اس میں سیّد محمد خلوص مع اپنے بھائیوں کے شہید ہوئے۔ ۴۴؎

بیادِ چشم می گوں گریۂ مستانہ دارم   کہ از ہر شاخِ مژگاں خوشۂ انگور می جوشد
کربلا ساخت جہاں را سرمژگانے چند   خنجرے چند و سر چند و شہید انے چند

۲۵۔ خوش دلؔ، مصطفےٰ علی خان گوپاموی

خوش دلؔ، مصطفےٰ علی خان، ۴۵؎ رنگیں بیان اور نازک خیال شاعر تھے۔ قصبہ گوپامؤ، مضاف لکھنؤ میں ۱۱۷۳ھ میں پیدا ہوئے۔ مشہور اساتذہ مولانا حیدر علی سندیلوی، مولوی غلام طیب بہاری اور مولوی رحیم الدین گوپاموی سے علومِ عقلی و نقلی کی تحصیل کی۔ تمام درسی علوم ۴۶؎ وطن میں حاصل کر کے فراغ حاصل کیا۔ نواب عمدۃ الامرا بہادر مرحوم کی حکومت کے پہلے دس سال میں ۱۲۱۰ھ میں مدراس آئے اور نواب عمدۃ الامرا اور ان کے صاحب زادے علی حسین خان تاج الامرا کی خدمت میں پہنچے، پھر وطن کا رخ کیا، دوبارہ پھر ادھر آئے۔ ۴۷؎ اور قاضی مستور خان مرحوم کی وساطت سے شہر ترچناپلی سے بلاکران کی خدمت پر مامور کیا۔ اقران وامثال میں ممتاز اور محکمۂ عدالت کے صدر نشین تھے۔ لوگ فیض حاصل کرتے تھے۔ ان کے دو ضخیم دیوان ہیں۔ راقم السطور نے ان دونوں کو دیکھا ہے۔ ۴۸؎

شیشہ گاہے نہ چنیں حادثہ از سنگ کشید   انچہ از دست تو ایں عاشق دل تنگ کشید
روشن بود ز داغِ دلِ ما، مزارِ ما   اعجازِ موسویست بمشتِ غبارِ ما

۲۶۔ دلؔ، انور الدین محمد خان بہادر

دلؔ تخلص انور الدین محمد خان بہادر ۴۹؎ ابن ابوالمعالی خان گوپاموی اور ابوالمعالی خان، نواب انور الدین خان بہادر شہید کے پوتے تھے۔ کبھی انور بھی تخلص کرتے تھے۔ روشن فکر اور رنگین طبع شاعر تھے۔ خوب معنی آفرینی کرتے تھے۔ نازک بیانی ان کا مزاج تھا۔ سخاوکرم سے متصف تھے۔ صاحبان کمال کے قدردان اور صاحب شان وشوکت تھے۔ نواب والا جاہ نے نیلور کی فوج داری پر مقرر کیا۔ ونکٹا چلم برہمن کے قتل کی وجہ سے معتوب ومحبوس ہوئے۔ قید کے زمانے میں قرآن کریم حفظ کیا، پھر اعزاز ملا۔ ونکول، پلنا اور نیلور کے تعلقہ کی خدمات پر فائز ہوئے۔ ۱۲۱۰ھ میں عمدۃ الامرا بہادر کے دور میں محمد پور عرف ارکاٹ کی حکومت پر فائز ہوئے۔ ایک سال سے زیادہ اس منصب پر رہے۔ وہاں سے علاحدگی کے بعد مدراس پہنچے، کچھ دنوں بعد انتقال ہوگیا۔ ۵۰؎ دو ضخیم دیوان تھے: پہلے دیوان میں انورؔ اور دوسرے میں دلؔ تخلص ہے۔ پہلا مجھے مل گیا ہے۔

فیض ہا در پردہ دارد الفت بے طاقتاں   صحبت سیماب می آید بکار آئینہ
بشارت بسمل بے داد شمشیر تغافل را   تبسم از لبش باصد چمن اعجاز می آید

۲۷۔ دیوانؔ، زین العابدین

دیوانؔ تخلص زین العابدین نام، ۵۱؎ علی دوست خان شہید کے داماد ہیں کہ جو اس علاقے کے نایطی قبیلہ کے رئیس ہیں۔ رنگین طبیعت، پاکیزہ طینت اور عالی ہمت شخص تھے۔ ارباب ہنر سے رعایت کرتے تھے۔ امیر کبیر تھے مگر وارستگی کے عالم میں عزلت گزیں رہتے

تھے۔عجیب عالی ہمت اور حاتم خصلت تھے۔خویش و بیگانے میں سے جو کوئی ان کے گھر پہنچتا تو نفیس اشیا اس کو دکھاتے، دیکھنے کے بعد حسبِ رواج تعریف کرتا، وہ اس چیز کو اس شخص کو دے دیتے؛ اگر وہ انکار کرتا تو ناخوش ہوتے اور اس کے قبول کرنے کے لیے مبالغہ اور خوشامد کرتے کہ اس بیچارے کو قبول کرنا پڑتی۔ویلور کے دامنِ کوہ۔۵۲ میں ان کا مقبرہ ہے ۵۳

۲۸۔　ذکیؔ، سیّد علی

ان کا اصلی نام سیّد علی ابن میر باقی خان ہے۔خوش فکر اور شیریں کلام شاعر ہیں، شعر خوب کہتے ہیں۔قبیلۂ سادات سے ہیں اور فنِ طب میں شہرت رکھتے ہیں۔۱۲۱۰ھ میں نواب سراج الدولہ امیر الہند والا جاہ کے یہاں زمرۂ اطبا میں ملازم ہوئے اور باپ کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔محمد پور عرف ارکاٹ میں متعیّن رہے، کچھ دن وہاں گزارے۔راقم الحروف کو ان کے اشعار نہیں ملے مگر یہ دو تین شعر میرے بھائی شریف علی خان مرحوم نے بھیج دیے ہیں:

دلِ پژمردہ را از گریہ خندہ می تواں کردن　　زفیضِ آب، صحرا راگلستاں می تواں کر دن
نمی کشد دل نازک تحمل حرفے　　رسد بہ نیم نفس شیشۂ حباب بسنگ

۲۹۔　راغبؔ، میر علی رضا

راغبؔ تخلص اصلی نام میر علی رضا۔قدیم اور مشہور شاعر ہیں۔نواب سعادت اللہ خان مرحوم کے زمانے میں اس ملک میں آئے اور ویلور میں سکونت پذیر ہوگئے۔پختہ فکر اور نازک بیان شاعر تھے۔مزید حال معلوم نہ ہوسکا۔

جاں بازیِ رندانہ محال است ز زاہد　　راغب نبود جرأتِ پروانہ مگس را
نازیم باعجازِ تو، اے دردِ محبت!　　بیمار ترا مائلِ بستر نتواں یافت

۳۰۔　رونقؔ، عارف الدین خان

رونقؔ، عارف الدین خان ابن حافظ محمد معروف بن حافظ محمد عارف الدین برہان پوری، حضرت آگاہ ویلوری سے تربیت وفیض یافتہ ہیں۔۵۴ خوش فکر شاعر ہیں۔راقم السطور سے رابطۂ اتحاد و اخلاص ہے۔مجھے ملاقات سے شاد کام کرتے ہیں۔تاج الامرا خلف نواب عمدۃ الامرا کے جلیس تھے۔چار پشت سے ان کے خاندان میں حافظ کلام اللہ ہوتے آرہے تھے۔اُنھوں نے اپنے باپ دادا کے نام کا سجع اس طرح کہا ہے:

ع　معروف و عارف است شدزاں عارف

ان کے والد کی بزرگی و تقدس حدِ تحریر سے افزوں ہے۔ان کے والد اپنے اوقاتِ عزیز قرآنِ کریم کی تلاوت وتجدید میں صرف کرتے ہیں۔وہ نواب والا جاہ کے زمانے میں برہان پور سے یہاں آئے اور سکونت پذیر ہوگئے۔۵۵

بتِ سنگیں ولے خوں می کند دلہاے شیدا را　　کہ طاقِ ابرو او قبلہ باشد گبرو تر سارا
سوخت دل شعلۂ جدائی ہا　　کرد گل باغِ آشنائی ہا

۳۱۔ راغبؔ، میر مبارک اللہ خان

میر مبارک اللہ خان نام، راغبؔ تخلص۔ ۵۶ ان کا اصلی نام سیّد احمد بن سیّد محمد عاصم خان بن سیّد معصوم خان امامی ہے۔امام، بلخ کے مضافات میں ایک قصبہ ہے اور ان سادات کی نسبت اس قصبہ امام کی طرف ہے اور ان کی اسی نسبت مذہب امامیہ، جس سے شیعہ مراد ہے؛

نہیں ہے۔سیّد معصوم خاں، عبداللہ خاں کے داماد ہیں کہ جو نواب نظام الملک آصف جاہ کی مصاحبت میں تھے اور اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے۔سیّد محمد عاصم خاں شروع میں اپنے ماموں خواجہ سعد اللہ خاں کے توسط سے نواب سراج الدولہ بہادر والا جاہ [۵۷] کے حضور میں آئے اور ملازمت سے مشرف ہوئے اور جلد ہی تعلقہ پلنار کے فوج دار مقرر ہوئے اور آخر میں نواب نے اپنی سرکار کا مدار المہام مقرر کیا تا آنکہ بہادر اور جنگ کا خطاب اور ایک لاکھ روپے کی جاگیر مرحمت ہوئی۔اُنھوں نے اپنی زندگی نہایت اعزاز سے گزاری اور ۱۲۱۷ھ [۵۸] میں انتقال ہوا۔چار بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔مدراس میں پیدا ہوئے اور یہیں میر مبارک اللہ اوصاف عالیہ اور اخلاق حمیدہ سے متصّف تھے۔میر مبارک اللہ اوصافِ عالیہ اور اخلاق حمیدہ سے متصف تھے۔شعر خوب کہتے تھے۔وہ مدراس میں پیدا ہوئے اور وہیں پر پلے بڑھے۔شعر جناب آگاہی کو دکھاتے تھے۔[۵۹] خاکسار سے ربط و اتحاد اور محبت و مودت اور بے تکلفی ہے اور اپنے سلوک سے مجھے احسان مند کرتے رہتے ہیں۔[۶۰]

چو رفتم سوے گلشن بے تو اے غارت گرجاں ہا		کشاد برگِ گل شد باغ چاک گریباں ہا
زاں دیدہ لخت دل برنگِ غنچہ می آید		چو چشمِ مست اُو گل کرد چشمِ گلستاں ہا
نباشد از نزاکت تاب مے نوشی دماغش را		اگر از نکہتِ گل ہم بگردانی ایاغش را
بسکہ دارد اشکِ ما صد جلوہ نیرنگیش		چوں دمِ طاؤس باشد پنجۂ مژگانِ ما

۳۲۔ زینؔ العابدین شوستری

زین العابدین شوستری ابن سیّد رضی، شوستر کے سادات امیر اور نواب نظام الملک آصف جاہ مدار المہام سر عالم کے سگے بڑے بھائی ہیں۔شعر و شاعری خوب کرتے تھے۔مدتوں اس ملک میں رہے، اس کے بعد بالا گھاٹ چلے گئے اور حیدر علی خان بہادر اور ٹیپو سلطان کے ملازم ہو گئے۔اگرچہ عمدہ منصب تھے مگر ناقدردانی اور مرتبہ ناشناسی کی وجہ سے مقصودِ دلی حاصل نہ ہوا اور آرام نہ اٹھایا۔وہیں انتقال ہوا۔اچھے شعر کہتے تھے۔

از من بود آراستگی شاہد غم را		چاک دل من شانہ کند زلف اَلم را
ترک تازی ہاے چشم سرمہ سا		ہمچو شب خونِ فرنگی بے صدا

۳۳۔ سخنؔ، سیّد محمد خان

سخنؔ تخلص سیّد محمد خاں نام، شعر و شاعری کا ذوق رکھتے تھے۔اصفہان میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ان کے والد وہاں کے ذی عزت سادات سے تھے۔وہ اپنے وطن سے مچھلی بندر آئے، کچھ دنوں وہاں آرام کیا۔۲۷ سال ہوئے کہ مدراس آ گئے اور یہیں سکونت اختیار کر لی۔پہلے دس سال تجارت کا مشغلہ رہا، اہل دربار سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ تھا؛ آخر کو یہاں کے اہل اقتدار سے تعلق پیدا ہو گیا اور رفتہ رفتہ حافظ محمد منور خان بہادر مدار لملک کی ملازمت میں آ گئے جو امیر الامرا کے خطاب سے مشہور ہیں، [۶۱] پھر ان کو ترقی ہوئی، خان کا خطاب ملا، عمدہ خدمت پر سرفراز ہوئے۔امیرِ مذکور کے انتقال کے بعد والا جاہ کے ملازم ہوئے، بہادر کا خطاب پایا اور داروغۂ دیوانِ حضور مقرر ہوئے۔ ۱۲۱۶ھ میں انتقال ہوا۔ [۶۲] صاحب دیوان ہیں۔

خواست گردوں کہ عزتم بخشد		سرِ راہ تو خاک ساخت مرا
پیر میخانہ دوش در شطِ مے		غوطہ داد و پاک ساخت مرا

۳۴۔ شایاںؔ، محمد اَسلم خان

محمد اسلم خاں ولد قاضی احمد نایطی المخاطب بہ علی احمد خاں لوکھری۔[۶۳] اچھے شاعر تھے، استعداد اور قابلیت بھی تھی۔ نظم سے زیادہ نثر رنگیں لکھتے تھے۔ ایک چھوٹی سی مثنوی لکھی ہے۔ خطِ شکستہ خوب لکھتے ہیں۔ اخلاق و اخلاص میں یگانہ ہیں۔ پہلے موزوںؔ تخلص کرتے تھے اور اب شایاںؔ کرتے ہیں۔ زمانے میں ان کا مجموعۂ اشعار دیکھا۔

نوبہارِ گلشنِ عشق تو تا افروخت شمع سوخت یکجا بلبل و یکسو پرِ پروانہ ہا

نمی دانم دم تیغ تو آبِ زندگی دارد کہ سیراب انداز عمر ابد ایں تشنہ بسمل ہا

خط موج است رنگست تحیر بر لبِ ساغر ندانم گردشِ چشم کہ حیراں می کند دل را

۳۵۔ شایقؔ، غلام محی الدین

ان کا اصلی نام غلام محی الدین ابن غلام احمد، اور یہ غلام احمد امام صاحب مدرس کی اولاد میں سے ہیں[۶۴] کہ جو مشہور عارف اور نام ور عالم تھے۔ (شایق) اعلیٰ مقام و اخلاق کے مالک تھے۔ شایق نے ایک کتاب ''روضۃ الاحباب'' لکھی ہے جو تاریخی نام ہے جس میں امام المدرسین کے احوالِ خوارق درج ہیں۔ ان کی تصانیف بھی خوب ہیں۔[۶۵]

سوادِ ہند ازیں وجہ خوش فتاد مرا کہ سایۂ سرِ زلف توہست آرامم

پوشید حسن را خطِ مشکینِ یارِ من شب گشتہ است درحق من پردہ دارِ من

۳۶۔ صفوتؔ، ابوالحسن

صفوتؔ تخلص، ابوالحسن، الملقب بہ سعادت مند خان پسر غلام حسین جودتؔ کہ جن کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے، صفوتؔ رنگین طبع شاعر ہیں۔

رزق حاصل نیست، صفوت! جز بہ نقصِ آبرو دانۂ ہرگز نروید تا نریزند آب را

سحر آسا گریباں چاک دارد مگر بروے گل خندیدہ باشی

۳۷۔ طالبؔ عظیم آبادی، شاہ وجیداللہ

حقائق معارف آگاہ، شاہ وجیداللہ، طالبؔ تخلص رکھتے تھے۔[۶۶] بڑے فاضل شخص تھے۔ ان کا اصلی وطن عظیم آباد ہے۔ ان کے والد صاحب اچھے سوداگر تھے۔ اُنھوں نے اپنے والد کی زندگی میں تحصیل علم کی اور فراغ علمی کے بعد شاہ منعم دہلوی کے مرید ہوئے کہ جو مشہور شیخ طریقت تھے۔ قضائے الٰہی دیکھیے کہ اسی زمانے میں ان کے والد کا انتقال ہوگیا، اچانک اُنھوں نے ترک دنیا کا ارادہ کیا اور جانے کے ارادے سے مدراس۔[۶۷] آئے اور پختہ ارادے کے باوجود زیارت کے لیے گئے۔ حج و زیارت سے فارغ ہونے کے بعد پھر اسی ملک میں آئے۔ کچھ دنوں نتھر نگر عرف ترچنا پلی میں رہے۔ امسال حج و زیارت کے ارادے سے ملیوار۔[۶۸] سے جہاز میں سوار ہو کر گئے ہیں۔ خدا ان کو خیریت سے پہنچائے اور ان کے دلی مقاصد پورے کرے![۶۹] موزوں طبع تھے، اشعار کہتے تھے۔ ان کا دیوان مرتب ہوگیا تھا۔

شب کہ درجلوہ گہِ حضرت جاناں رفتم شمع ساں داغ بدل ، اشک بداماں رفتم

آں لعلِ شکریں سخن آشنا نشد ہیہات! عقدۂ دلِ بے صبر وا نشد

۳۸۔ طیبؔ، شاہ عبداللہ

ان کا احوال معلوم نہیں ہے کہ کون ہیں اور کس خاندان سے ہیں؟ ان کے یہ دو تین شعر ملے ہیں جو انبساطِ طبع کا سامان ہیں۔ 'شاہ'

لفظ سے اندازہ ہوتا ہے کہ درویش ہیں:

زاہد و شیخ و برہمن را کہ می بینی بحکم ہر یکے فرعون و شدّاد است لیک اسباب نیست

آمد آں سلطانِ خوباں شیشہ ہا پرگل کنید فرشِ پا اندازِ راہش رازِ برگِ گل کنید

۳۹۔ عزتؔ، عبدالقادر

عزتؔ تخلص، عبدالقادر خطیب نام ہے۔ عالی فکر شاعر ہیں۔ نظم ونثر خوب لکھتے ہیں۔ قوم نوایط سے ہیں۔ شمس الدولہ اور ان کے بیٹے ضیاء الدولہ کے عہد میں ان کا اعزاز واعتبار تھا۔ خطِ شکستہ خوب لکھتے تھے اور اس فن کے سیکھنے والوں کو سکھاتے تھے۔۴۰ ہم نے بہت تلاش کی مگر دو سے زیادہ شعر نہیں ملے:

پاے تا سر نشہ ام جان ناکام مپرس آرزوہا ہر قدر خوں گشت من ساغر زدم

عزت بہ خم ابروے یارے سوگند ہرکس کہ بخود کاست کمالے دارد

۴۰۔ عظیمؔ، عظیم الدین

عظیم الدین ولد خان مرحوم۔ نہایت مشہور شخص تھے، دربار میں متعارف تھے، آخر میں انھیں باپ کا خطاب ملا۔۴۱ یہ ان کا شعر ہے:

رستم میدان عشقم مغفرم از گل کنید حلقہ ہاے جوشنم از دیدۂ بلبل کنید

۴۱۔ عاصیؔ، نورالدین محمد خان

عاصیؔ تخلص نورالدین محمد خان نام ہے۔ والا جاہی ملازم تھے۔ موزوں طبع تھے۔ ان کا شعر ہے: ۴۲

جلوہ تست در آئینۂ دل شکن دل کہ شکست من و تست

۴۲۔ عزتؔ، جگناتھ پرشاد

عزتؔ تخلص، نام جگناتھ پرشاد، خوش اعتقاد ہیں، کایستھ سری واستو۴۳ شعر وشاعری کا ذوق ہے، عزتؔ تخلص کرتے ہیں۔ خوش وضع اور موزوں طبع ہیں۔ ذرا سی دیر میں طویل طویل غزلیں کہہ لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ضخیم دیوان مرتب ہو گیا ہے۔ ہم نے نہیں دیکھا ہے۔

در چمن بسکہ نشست من و تست دورِ پیمانہ بدستِ من و تست

۴۳۔ فائقؔ، سیّد خیرالدین

فائقؔ تخلص، خیرالدین نام، مرزایانِ امام کے ایک مقتدر خاندان سے ہیں۔ ان کے باپ کا نام سیّد معصوم ابن سیّد ابوالقاسم ابن سیّد امامی ہے اور امام، بلخ کے نواح میں ایک گاؤں ہے اور یہ سادات سے منسوب ہیں۔ فائقؔ رنگین طبع اور فکرِ رسا کے مالک ہیں۔ زبان وبیان پر قدرت ہے۔ سیّد ابوسعید والاؔ، ان کے ہم سال اور ہم عصر ہیں۔ مرزایانِ انام میں کوئی ایسا خوش فکر اور نازک خیال پیدا نہیں ہوا۔ باوجود ان صلاحیتوں کے زیادہ شہرت نہیں ہے۔ فی الحقیقت وہ مرزایان امام میں غنیمت ہیں۔ ۱۱۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ محمد خیرالدین فائق نام وتخلص ہے اور اسی سے ان کا سال پیدائش نکلتا ہے۔ حضرت آگاہی سے مستفید ہوئے۔ بعض دوسرے علما سے بھی تحصیلِ علم کی۔ مولوی علاء الدین سے تمام درسی کتابیں ''حاشیہ میر زاہد'' تک پڑھیں کہ امورِ عامہ شرح مواقف پر ہے۔ راقم الحروف کے قدیم دوست اور مشفق ہیں۔۴۴

شنیدن کے تواند شکل چشم آں پری او را　　مصور موقلم کے سازد اگر مژگانِ آہو را
عجب نبود اگر فرزند بہتر از پدر باشد　　کہ عطرِ صندل افزوں تر ز صندل می دہد بو را

۴۴۔ فدا، مرزا غلام حسین

فدا تخلص ان کا نام مرزا غلام حسین ولد مومن علی خان حیدر آبادی ہے۔ شعر و شاعری کا اعلا ذوق رکھتے ہیں۔ محاورہ و ترکیب پر قدرت ہے۔ مضمون خوب باندھتے ہیں۔ جناب آگاہ سے تلمذ ہے۔ اگرچہ نشو ونما حیدر آباد میں ہوئی ہے لیکن ان کا انداز فکر اس علاقے کا ہے۔ عام طور سے اُردو میں فکر سخن کرتے ہیں۔ ۷۵ کبھی کبھی فارسی میں بھی کہتے ہیں۔

من ز گردشِ لیل و نہار گریہ کنم　　ازیں کہ گشت ز من چشمِ یار گریہ کنم
چو روغنے کہ چکد شعلہ وار ازمشعل　　ز جوشِ داغِ دل خود شرار گریہ کنم

۴۵۔ فدوی، کاشی پرشاد

فدوی تخلص، کاشی پرشاد نام ہے۔ راجا حکومت رائے کے پوتے ہیں کہ جو شروع میں نواب سراج الدولہ بہادر تھے۔ موزوں طبع، رنگیں مزاج پسندیدہ اخلاق ہیں۔ اس تذکرہ کی تالیف کے وقت اپنے اشعار کا مجموعہ راقم السطور کے پاس بھیج دیا تھا۔ اس میں سے یہ چند اشعار لکھے جاتے ہیں ۷۶

سرد مہری ہا زمستاں کرد در عالم پدید　　شمع مے شوید بآب گرم روے خویش را
یک بار ببام تو رسیّدن نتوانست　　صد بار رساندم بفلک آہ رسا را

۴۶۔ فاروق، خاں عالم خاں ۷۷

مست نازے کہ زکیفیت خود بے خبر است　　درایاغ دل ہم بادۂ مد ہوشی ریخت
نرفت حسرت مے بعد توبہ اے فاروق　　زنعمتے کہ بشستیم دست ، تو باقیست
از آب دیدہ پر شد پیانۂ دل　　مانند جام ساعت عرق　　است حاصل ما

۴۷۔ گوہر، محمد باقر خان

گوہر، محمد باقر خان، نایط قبیلہ سے ہیں۔ شعر و شاعری کا ذوق ہے۔ خوب فکر سخن کرتے ہیں۔ دیوان مرتب ہو چکا ہے۔ قصیدۂ میمنیہ، نواب والاجاہ کی خدمت میں پیش کیا اور موضع طلب کیا۔ نواب سخاوت شعار نے موضع سدانگی جو پرگنہ کاویری میں واقع ہے، مرحمت فرمادیا۔ اس تحریر کے وقت ۱۲۱۳ھ میں وہ موضع ان کے بیٹوں کے قبضے میں ہے۔ حیدر علی خاں کے ہنگامے میں وہ نیلور کے فوجدار تھے۔ ایک سال کے بعد معزول ہو کر حضور میں آئے۔ چند ماہ کے بعد انتقال ہو گیا ۷۸

سرکشد خط شعاعی زرگ وریشۂ ما　　مشرق صبح قیامت بود اندیشۂ ما
مکن زگوشۂ دستار زلف رابیروں　　زعطر فتنہ مشوش مکن دماغ را
نیفتد نقش پائے خود نمائی ہر گزم جائے　　بپائے بیخودی طے می کنم صحرائے ہستی را
(۱۱۶/الف)

۴۸۔ قاضی احمد نایطی، علی احمد خاں قاضی

قاضی احمد نایطی المخاطب بہ علی احمد خاں لوکھری ابن عبدالوہاب۔ پختہ فکر اور نازک خیال شاعر تھے۔ قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز تھے۔ مضمون خوب باندھتے تھے۔

مزاج ناز کم صفر افزود از تلخ کامی ہا مربائے ترنج غبغب و گلقند ودشنامے

دو تاشد قامتم چوں ماہ نو از بار منتہا کہ یادم کرد آں خورشید سیما بعد ایامے

۴۹۔ کمالؔ، سیّد کمال الدین

کمالؔ تخلص، سیّد کمال الدین نام، فارسی کی بعض کتابیں مثلاً انشائے بیدل وابوالفضل اور مجمع الانشا، مناظر الانشا، رسالہ قوشجی اور ہندسہ و ہیئت میں بعض دوسرے رسالے حضرت امیر الدین علی خاں سے پڑھے۔ شاہ کمال الدین عارف، صالح اور متقی تھے۔

لب و ابروے تو درکشتن و جاں بخشیدن ذوالفقار اسداللہ و دم روح اللہ

۵۰۔ کوکبؔ، مرزا محمد صادق خان

مرزا محمد صادق خان کوکبؔ، ایران کے رہنے والے تھے۔ اصفہان وطن تھا ۱۲۱۷ھ میں اس علاقے میں آئے۔ کچھ دنوں تلاش روزگار میں رہے، کچھ حاصل نہ ہوا۔ چون کہ یہاں انگریزوں کی حکومت ہے۔ ان کو مفتی کا منصب مل گیا اور ساڑھے تین سو روپیہ تنخواہ مقرر ہوئی۔ چند ماہ اس کام پر مامور رہے مگر قاضی القضاۃ مستور خان سے تخالف مذہب ۷۹ کی وجہ سے نبھ نہ سکی۔ لہٰذا وطن واپسی کا ارادہ کیا کہ اچانک انتقال ہوگیا ۸۰ دوستوں کو صدمہ ہوا۔ نستعلیق و شفیعہ خوب لکھتے تھے۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ عارف الدین خان رونقؔ نے سات شعر مجھے لکھ کر بھیجے تھے۔

ابروے یار دیدم وروئے نکوئے دوست ماہے مبارک است کہ دیدم بروئے دوست

اے من فدائے نرگس مردم فریب تو پنہاں کرشمہ کردن و ظاہر عتاب چیست

۵۱۔ لذتیؔ۔ افضل خان

لذتیؔ تخلص، افضل خاں نام، شعر و سخن کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ مجھے ان کے دو تین شعر سے زیادہ نہ مل سکے۔ ان کا تفصیلی حال بھی معلوم نہ ہوا۔ ۸۱ نایط قبیلہ سے تھے۔ اُنھوں نے قصہ چندر بدن ومنہار ۸۲ کو مثنوی میں نظم کیا تھا۔ ایک عزیز لایا تھا۔ میں نے وہ مثنوی دیکھی تھی۔ مضامین پختہ تھے۔ عدم فرصت کی وجہ سے میں انتخاب نہ کرسکا۔ اگر پھر ہاتھ لگ گئی تو انتخاب کروں گا۔

سیہ چشمے کہ بسمل وارمی رقصم شمشیرش ہوا را سرمہ داں سازد معلق ہائے نخچیرش

شب کہ آہم علم شعلہ چوبر پامی کرد برق می ریزد از دور تماشامی کرد

صبح و بہار وغنچہ وگل فرش راہ اوست نسرین ولالہ خار وخس و جلوہ گاہ اوست

۵۲۔ مہربانؔ اورنگ آبادی، سیّد عبدالقادر

عارف باللہ اور صاحب کمال بزرگ تھے ۸۳ ان کا سلسلہ نسب میٹھا شاہ مدار ابن قاضی محمود کنتوری تک گیارہ واسطوں سے ملتا ہے اورنگ آباد میں پیدا ہوئے ۸۴ تینتیس (۳۳) سال سے اس شہر میں رہتے ہیں۔ بچپن میں قرآن شریف پڑھا۔ آٹھ سال کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہوگئے۔ اس کے بعد سیر ولغت کی کتابوں کا مطالعہ رہا، سند حدیث بھی حاصل کی۔ تھوڑی سی مدت میں جامع کمالات ہو گئے۔ شاعری میں آزادؔ (غلام علی بلگرامی) کے شاگرد تھے۔ ان کا مہربانؔ تخلص آزاد مرحوم کا عطیہ ہے۔ اس تخلص سے خوش نہیں تھے۔ مدتوں

تخلص کی تلاش میں رہے، آخر میں فخریؔ تخلص اختیار کیا اور خوش ہوئے۔ ان کے باپ کا نام شریف الدین خاں ہے کہ جو روضہ کے قاضی تھے۔ روضہ اورنگ آباد کے قریب ہے وہاں حضرت برہان الدین غریب نیز دوسرے بزرگوں کے مزارات ہیں۔ شریف الدین خاں وہاں کے مشہور عالم و عارف تھے۔ جناب مولانا فخر الدین ابن شاہ نظام الدین نے ان کا حال بتایا ہے کہ اول وہ اپنے ماموں کے مرید ہوئے اور پھر سیّد فخر الدین اورنگ آبادی کے مرید ہوئے۔ سلوک کی منزلیں طے کیں۔ قادریہ اور چشتیہ طریقوں میں خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے اور مولوی فخر الدین دہلوی سے بھی غائبانہ ان کو خلافت ملی، جوان کے ماموں تھے اور ایک زمانے تک اس ملک میں لوگوں کو ارشاد و ہدایت فرمائی۔ شعر و سخن کا بھی ہنگامہ گرم رہتا تھا۔ بہت سے لوگوں نے ان سے ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا۔ ۱۲۰۴ھ میں انتقال ہوا۔ ان کا مزار بیلا پور میں ہے۔ آزاد نے خزانہء عامرہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کے شاگرد افتخارؔ دولت آبادی نے تذکرہ بے نظیر میں تفصیلی حالات لکھے ہیں۔ بعض لوگوں نے ان کے حالات تفصیل سے نہیں لکھے۔ وہ تیس (۳۰) سال سے زیادہ مدراس میں رہے۔ اُنھوں نے اپنا دیوان مرتب کرلیا تھا ۸۵ میں نے ان کے تفصیلی حالات لکھنے ضروری سمجھے۔

خلوص اودگیری نے مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ وفات کہا ہے ۸۶

فخری آں مفخر ز مین و زماں کعبۂ وصل راچو شد طایف
بغیۂ ایں ندا بگوشم خورد(؟) ''فازا فوزاً عظیما'' از ہاتف
۱۲۰۴ھ

گر بہ گلشن روی بہ تعظیمت رنگ روے بہار می خیزد
موج تبسم کرم است ایں نہ چین قہر گر تنگی دہن بجبیں جا گرفتہ است

۵۳۔ ماجدؔ، ذوالفقار الدولہ محمد علی حسین خاں

امیر الامراء بہادر تاج الامرا ۸۷

خلف نواب عمدۃ الامرا بہادر اکثر ماجدؔ اور کبھی حسینؔ تخلص کرتے تھے۔ ان کا اصلی نام علی حسین تھا۔ خاندان انوریہ میں ان جیسا نازک خیال، نکتہ رس شاعر پیدا نہیں ہوا۔ شعر و شاعری میں بڑا مرتبہ رکھتے تھے۔ ان کا دیوان بہت خوب ہے ۸۸ بیدل کی طرز میں کہتے تھے۔ حضرت آگاہی سے اصلاح لیتے تھے۔ اہل سنت کی بجائے شیعہ طریقہ اختیار کرلیا تھا ۸۹ فتنہ پردازوں کی شرارت سے وہ حضرت آگاہؔ سے ناراض ہوگئے اور ان کو برا بھلا کہنے لگے۔ جب آگاہؔ کو معلوم ہوا تو رنج ہوا مگر زبان سے کچھ نہ کہا مگر جب تواتر سے ہر خاص و عام نے بیان کیا تو آگاہؔ نے جوان مرگی کی بد دعا کی۔ چھ مہینے میں اس کا ظہور ہوا کہ ۱۲۱۶ھ میں اٹھارہ سال کی عمر میں فوت ہوگیا۔ میں نے یہ تاریخ نکالی ہے۔

چوں امیر بلند فکر و خیال رفت زیں دام گاہ حزن و ملال
وحشت از شش جہت ہجوم آورد شد جہاں، محشر ملال و نکال
تیرہ شد روز ما تم لیکن خیرہ شد چشم صاحبانِ کمال
سالِ تر حیلش از خرد جستم گفت'' خورشید آمدہ بزوال''
۱۲۱۶ھ

۵۴۔ معجزؔ۔ غلام محی الدین

معجزؔ، غلام محی الدین، نایطی قبیلہ سے ہیں ۹۰ رنگین خیال شاعر ہیں۔ فارسی کی متداول کتابیں مشہور اور صاحب کمال اساتذہ سے پڑھی ہیں۔ متوسطات تک عربی پڑھی ہے۔ فارسی کتابوں کا درس دیتے ہیں۔ غزل گوئی کی طرف رجحان ہے۔ خوب پختہ فکر ہیں ۹۱

نہ رشک است ایں کہ بہر فالِ دیدار بہر دم قرعہ انداز است چشم

ہر سحر بلبل دل ہدم گلبانگ دعاست تاز چاک جگرم رشک گلستاں گردی

گردی زپائے خاک نشینانِ کُوے دوست سربر ہوا کشید و بہال ہما رسیّد

سیّد ابوسعید والا نے ''ہزار افسوس ماجد از جہاں رفت'' سے اور سیّد خیر الدین فایقؔ نے ''امیر الملک ماجدؔ نو جواں رفت،، سے تاریخ نکالی ہے۔ اُنھوں نے اپنے دونوں دیوانوں کا انتخاب خود کیا تھا۔ عارف الدین رونقؔ نے راقم الحروف کے پاس یہ انتخاب بھیجا تھا۔

اگر راحت طلب باشی اسیر رنج خواہی شد کہ قفس برق باشد خرمن عیش زلیخارا

نبا شد قوت پرواز خاک ناتواناں را مرواز مشہدم اے بدگماں بر چیدہ داماں را

نیست امید رہائی من زندانی را اے دل خستہ مکن یاد پر افشانی را

چہ حرف می زند آں چشم سرمہ گوں یارب کہ ہر کہ رفت بہ بزمش خموش می آید

۵۵۔ منزویؔ۔ میر مرتضی

منزویؔ تخلص، میر مرتضی نام، بڑے صاحب کمال تھے۔ نظم ونثر دونوں میں دست گاہ تھی۔ نجوم ورمل میں بھی ماہر تھے۔ ان علوم میں کئی رسالے لکھے، جو پنج گنج کے نام سے موسوم ہیں۔ تصنیف وتالیف کا ذوق رکھتے تھے۔ فن معانی وبیان وبدیع میں اُنھوں نے ایک کتاب جواہر الاشعار لکھی ہے ۹۲ اور اس کا خطبہ محمد حسین رفعت کے نام ہے۔ نواب دوست علی خان کے آخر عہد میں دہلی سے ویلور آئے۔ نواب دوست علی خان نایطی ممتاز رئیس تھے۔ وہاں کئی سال باقر علی خان کی رفاقت میں رہے۔ چوں کہ طبیعت میں آزادی اور وارفتگی تھی لہٰذا ایک دم قطع تعلق کرکے ارکاٹ عرف محمد پور پہنچے اور وہاں گوشہ نشینی اختیار کرلی اور تخلص کے مطابق زندگی گزارنے لگے۔ بڑے بلند ہمت تھے۔ نواب نصیر الدولہ جیسے شخص کو خاطر میں نہیں لاتے تھے اور نواب نصیر الدولہ جیسے لوگ ان کی ملاقات کو جاتے تھے۔ اگر دل میں آیا تو ملاقات کی اجازت دے دی ورنہ دروازہ نہیں کھولتے تھے ۹۳ چنانچہ خود کہتے ہیں۔

اے منزوی از وضع تو عالم گلہ دارد گردوں طپش آورد و زمیں زلزلہ دارد

گہ جرم و گہے توبہ و گہ رسم عبادت لاحول بہ تنگ آمد و شیطاں گلہ دارد

ان کے رنگیں اشعار لوگوں میں مشہور ہیں۔

جفا جو، برق خو، شوخے کہ جولاں کردہ می آید بہر سواز نگہ خون شہید اں کردہ می آید

جہانے را زبرق جلوۂ رخسار خود ظالم برنگ دیدۂ تصویر حیراں کردہ می آید

زجوش درد دل، صیاد از پرواز آزادم تماشا دارد امشب از ہجوم نالہ فریادم

۵۶۔ محفوظؔ۔ محمد محفوظ خاں بہادر شہامت جنگ

محمد محفوظ خاں بہادر شہامت جنگ پسر کلاں نواب انور الدین خاں بہادر شہید گوپا موی، بڑے سخی اور اہل کمال کے

قدرداں تھے۔تمام درسی کتابیں اپنے زمانے کے اہل کمال اساتذہ فن سے پڑھیں۔علوم عقلی ونقلی میں تکمیل کی۔شعروشاعری کی طرف طبیعت مائل تھی۔محفوظؔ تخلص کرتے تھے۔نظام الدولہ آصف جاہ کے مقبول نظر تھے۔ان کی توجہ سب بھائیوں کے مقابلے میں ان کی طرف زیادہ تھی۔ ان کے والد بھی ان کو زیادہ عزیز رکھتے تھے۔والد کی شہادت کے بعد جاگیر،خطاب اور ارکاٹ کی حکومت ملی۔نواب سراج الدولہ بہادر والا جاہ بھی خیال فرماتے تھے۔شعر خوب کہتے تھے۔ ۹۴

کرد عکس رخ ملیح کسے نمکے در شراب من امشب
گنارہ گیر بہ پیری زوصل گل رویاں کہ پردہ دار حریفاں شب جوانی بود
بکام دل مژہ آب زندگی دارد تبسمے کہ ترا زیر ہر لب نہانی بود

۵۷۔ منوّرؔ۔شیر علی خان باکنڈی

منوّرؔ تخلص شیر علی خان باکنڈی،موزوں طبع خوش وضع اور بااخلاق اور خاں عالم خاں کے پوتے تھے۔منور عالم گیری سرکار کے نامور امیر تھے۔منورؔ تخلص کرتے تھے۔رنگین طبیعت اور امیرانہ وضع رکھتے تھے۔

اتفاق جہلا سخت قباحت دارد سنگ ہر سنگ چو افتد شرر آید بروں

۵۸۔ مروّتؔ،علی دل خان

علی دل خان ولد عظیم الدین تخلص مروّتؔ کرتے تھے۔صاحب مروت اور بااخلاق تھے۔استعداد خوب رکھتے تھے۔دربار کے روشناس تھے۔شعر کہتے تھے۔۱۲۰۰ھ میں زیارت حرمین کے ارادے سے کشتی پر سوار ہوئے اور وہاں پہنچ کر زیارت حرمین سے مشرف ہوئے۔وہاں سے وطن کی واپسی کے ارادے سے آئے۔وہاں بیمار ہوگئے اور وہیں انتقال ہوا۔مجھے یہ شعر یاد تھا جو نقل کرتا ہوں۔

بہر طواف گلشن کوے تو غنچہ وار از راہ دور بر زدہ داماں رسیّدہ ام

۵۹۔ مشہوؔد،سیّد علی محمد

مشہوؔد تخلص ۹۵ سیّد علی محمد ولد سیّد نوراللہ نقوی،ان کا مولد ومنشا محمد پور عرف ارکاٹ ہے۔بزرگوں کا وطن بیجاپور ہے۔استعداد خوب رکھتے تھے۔شعروشاعری کا ذوق تھا۔راقم الحروف نے اوائل حال میں دوتین رسالے مثلاً صرف میر اور شرح عوامل (نصف) ان سے پڑھی ہے یہ دو شعر ان کے ہیں۔

مشہود بخاکستر پیری نتواں یافت ازدود خضاب آتش ایام جوانی
خوردندو رفتند حریفاں رحیق عشق یک قطرہ کم نگشت ز لبریزی سبو

۶۰۔ میر محمد شفیع

اس شہر کے باشندے اور خوش فکر شاعر تھے۔ان کے حالات سے میں واقف نہیں ہوں۔ان کے یہ دو شعر مجھے یاد ہیں۔خوب کہتے ہیں:

بدنمی آید مرا از سر بریدن ہائے شمع ہر گلے بے بوکہ باشد مستحق چہ نسبت
دلم از نسبتے آئینہ غبارے دارد بدمے تیرہ شدن اہل صفا راعیب است

۶۱۔ مختاؔر،نواب سیف الملک بہادر

نواب سیف الملک بہادر، خلف نواب امیر الہند والا جاہ کہ جو نواب بیگم کے بطن سے پیدا ہوئے۔ نواب بیگم سے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ دنیا میں مشہور ہوئے۔ پہلے لڑکے غلام حسین الخاطب بہ عمدۃ الامرا ولی عہد نواب تھے، دوسرے لڑکے محمد منور کہ جو امیر الامرا تھے، تیسرے لڑکے حاجی انور، کہ جو سیف الملک کے نام مشہور تھے۔ دو اور لڑکے حسام الملک اور سفیر الملک خطاب رکھتے تھے۔ سیف الملک نے اپنا تخلص مختارؔ رکھا۔ ان کا اصلی نام حاجی انور تھا۔ موزوں طبع تھے۔ ان کا مختصر سا دیوان ہے ۹۶

ازبو الہوس امید محبت طمع مدار نتواں گرفت از گل کاغذ گلاب را

بسکہ دریا درخش از خود فراموشیم ما سربسر چوں غنچہ تصویر خاموشیم ما

۶۲۔ نگیںؔ، شرف الدین علی خان

نگیںؔ تخلص، شرف الدین علی خان چودھری قبیلہ نوائط سے ہیں۔ نہایت پختہ گو اور بلند فکر شاعر ہیں۔ ان کے صاحبزادے امیر الدین علی ۹۷ نے مجھے ان کا کچھ کلام دکھایا تھا۔

گریہ می آید مرا بر طالع فرزانہ ہا بے غمی رامفت برد ندازمیاں دیوانہ ہا

دور چشم بد زخط سبزت اے مردم نواز نسخہ امید عاشق را محشیٰ کردۂ

۶۳۔ نالاںؔ، حافظ احمد خان

نالاںؔ تخلص حافظ احمد خان بہادر ابن شیخ محمد تلمسائیؔ ان کے والد کا حال قادر نواز خاں آشکار کے ذکر میں لکھا جا چکا ہے۔ قادر نواز خاں موصوف حافظ احمد خاں بہادر نالاںؔ کے حقیقی بھائی ہیں۔ اپنا تخلص نالاںؔ کرتے تھے۔ شعر و شاعری کا اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ ہندسہ، ہیئت، حساب میں اُنھوں نے ایک ''کتاب اعظم الحساب''، لکھی ہے۔ ہیئت میں مرات عالم، اور دوسرے دوسرے رسالے بھی تالیف کیے ہیں۔ انصاف کی بات یہ ہے، کلیہ ضربیہ میں ''اعظم الحساب'' جیسی کوئی دوسری اور کتاب نہیں ہے۔ ان کا وجود غنیمت ہے۔ موصوف نواب سراج الدولہ بہادر کے زمانے سے نواب اعظم جاہ کے دور تک نوبت نویں خان، بہادر، جنگ، دولہ، اور ملک کے خطابات سے سرفراز ہوئے اور عزت و ناموری سے اپنی زندگی گزاری ۹۸

کلہ کج کردہ می آید بمستی شوخ خود کامے قیامت قامتے، جادونگاہے، نازک اندامے

زچاک سینہ پیدا کردہ ام رنگیں بیابانے بود ہر لحظہ ام ازداغ دل سیر گلستانے

۶۴۔ نامیؔ، عزالدین خاں ۹۹

خاندان انوریہ کے رکن، خوش فکر شاعر ہیں ۱۰۰ غلام علی (۱۱۸۱ھ) سے ان کی پیدائش کی تاریخ نکلتی ہے۔ اُنھوں نے اکثر ابتدائی کتابیں صرف، نحو، قطبی (تک) اور بعض دوسرے رسائل حافظ محمد حسین کی خدمت میں پڑھے۔ پھر حضرت آگاہؔ سے شرف تلمذ ہوا۔ فارسی کی بہت سی کتابیں بھی آگاہ سے پڑھیں اور آج تک اپنے اشعار بھی ان ہی کو دکھاتے ہیں۔ اکثر مثنوی مثلاً خسرو و شیریں، لیلیٰ مجنوں، اُردو زبان میں لکھی ہیں۔ ۱۰۱

زشور حشر ترساند اگر زاہد نمی رنجم بعشق قند لعلش از مریدان شکر گنجم

تاترا دیدم زچشم اشک رنگیں شدرواں سرخ می پوشند طفلاں جامہ ہا را روز عید

۶۵۔ ناصرؔ، صفی الدین محمد خاں

صفی الدین محمد خاں، ناصرؔ تخلص کرتے تھے [۱۰۲] شعروشاعری کا ذوق رکھتے تھے۔قادر علی خان بہادر مغفور کے بیٹے ہیں۔ اور یہ قادرعلی خاں مولوی محمد باقر آگاہ کے بنی اعمام میں ہیں۔صفی الدین خان دس سال کی عمر میں اپنے والد کے ہمراہ حیدرآباد آ گئے اورنواب نظام علی خان بہادر نظام الدولہ آصف جاہ کی ملازمت سے مشرف ہوئے اور مشیر الملک ارسطو جاہ مدار المہام کے حضور میں بھی بار یاب رہے۔ ۱۲۱۸ھ میں اپنے والد کے ہمراہ مدراس آ گئے۔قادر علی خان بعض وجوہ کی بناپر حیدرآباد واپس چلے گئے۔صفی الدین خاں نے تحصیل علم اور مشق سخن حضرت آگاہؔ سے کی [۱۰۳] اور والد سے تعلق ختم ہوگیا۔اس وقت سے مدراس میں سکونت پذیر ہیں اورراقم السطور سے تعارف ہے۔

سلام از چشم دریا بارابر برشگالی زآہ و نالہ عشق اللہ فصل خشک سالی را
راز دل نہ نہفت آخر دیدۂ گریانِ ما سیل بیروں برد گنج خامہ و یرانِ ما

۶۶۔ <u>والہؔ،سیّدمحمدموسوی</u>

ساتویں امام سے ان کا سلسلۂ نسب ملتا ہے۔حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔شعروشاعری کا نہایت اعلیٰ ذوق رکھتے ہیں۔ ہرطرح کی نظم لکھنے پر قدرت ہے۔عروض وقوافی کے فن میں کئی رسالے لکھے ہیں۔ان کا کلیات موجود ہے اس ملک میں آنے کے بعد سیّد محمد والہ تھرنگر عرف ترچناپلی میں سکونت پذیر ہوئے۔وہیں ۱۱۸۴ھ میں انتقال ہوا [۱۰۴]

اے گوہر یگا نہ کہ بخشید آبرو خاک رہ چہرہ در یتیم را
ازجفائے دشمن و زخم حوادث فارغم نقش پا درخاکساری ہا سپر باشدمرا

۶۷۔ <u>والاؔ،سیّدابوسعید</u>

<u>سیّد</u> ابوسعید ابن سیّد ابوطیب خاں امامی [۱۰۵] یہ سیّد ابوطیب خاں اور سیّد عاصم خاں بہادر مبارز جنگ ایک دوسرے کے ابن عم ہیں۔(قصبہ) امام کے مشاہیر میں سے ہیں۔شعروشاعری کے ذوق سے بہرہ ور ہیں۔خوب فکر رسا دکھاتے ہیں۔ایک مثنوی ''آیۂ رحمت'' بطو رساقی نامہ لکھی ہے۔حضرت آگاہ کے شاگرد ہیں [۱۰۶] جیسا کہ خود کہا ہے۔

کند معنی نتواند کہ کشد سر بخطا بسکہ از حضرت آگاہ گرفتیم سبق

وہ اپنے آباواجداد کے طریقے پرسلسلۂ بہائیہ کے مرید ہیں اور مولوی شاہ رفیع الدین سے بیعت ہیں۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے بھی عقیدت خاص رکھتے ہیں۔نہایت با اخلاق اور شائستہ فطرت ہیں۔راقم السطور سے برادرانہ ومشفقانہ خاص تعلقات ہیں [۱۰۷] ان کے والد ماجد سیّد ابوطیب خاں حسن سلوک اور چچا سیّد ضیاء الدین خاں شفقت ورافت خاکسار کے جدامجداور والد ماجد پر فرماتے تھے۔ میں ان کے زبان وبیان پر تبصرہ کرنے سے عاجز ہوں [۱۰۸]

عالمے رامی تواں از خلق خوش تسخیر کرد بوے گل زنجیر می گرد د بپاے عند لیب
بے سبب نیست خاکساری من یار داماں کشیدہ می آید
می شود ظاہر شرافت وقت سختی خود بخود می دید والاز سائیدن فزوں ترمشکبو

۶۸۔ <u>یادگارؔ،میر یادگار علی</u>

یادگارؔ تخلص، میر یادگار علی نام، وہ یادگار زمانہ اور شعرا میں یگانہ تھے۔سنجر کے سادات سے تھے۔اُنھوں نے ائمہ اطہار کے مناقب اور سیّد الشہدا کے مرثیے لکھنا اپنے لیے مقرر کر لیا تھا۔ان کے سوا اور کچھ نہ لکھتے تھے۔نواب سراج الدولہ بہادر کی سرکار میں وقائع نگاری کی

خدمت پر مامور تھے۔نثر لکھنے پر پوری مہارت اور قدرت رکھتے تھے۔ان کے مرثیے زبان زدخاص وعام ہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ وہ اپنے مرثیوں میں شیعوں کے مخصوص مسائل مثلاً مسئلہ فدک اور توریث اہل بیت وغیرہ درج کرتے ہیں۔مرثیے محض دردورقت کے لیے ہوتے ہیں نہ کہ خصومت ومنازعت کے لیے۔

گل ہمی گوید ز بلبل صبح دم　　دشمن آل محمد خوار باد

۶۹۔　یکدلؔ،علی میر مردان

یکدلؔ تخلص، میر علی مردان ابن سیّد محمد واؔلہ جن کا حال اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے۔شعر وشاعری کا خوب ذوق رکھتے تھے۔ان کا دیوان میری نظر سے گزر چکا ہے ۱۰۹

آہ می آید زدل ازگریۂ من در فراق　　دودمی خیزد نشانی چوں بہ مجمر تاب را

ازبسکہ نازک است مضامین شعر من　　شیرازہ بستم از رگ جاں ایں رسالہ را

یکدل صفا نگر کہ زروشن دلی مدام　　پنہاں نمود دربر خود جوہر آئینہ

۷۰۔　یادؔ،مولوی خواجہ حمید الدین

یادؔ تخلص، مولوی خواجہ حمید الدین نام ۱۱۰ با قتضائے طبیعت کبھی شعر کہتے تھے۔بااخلاق اورآزادانہ وضع تھے ۱۱۱ تکلف نہیں کرتے تھے۔نہایت قانع وشاکر تھے۔شطرنج خوب کھیلتے تھے اور اس فن میں خود کو سیّد عبدالعلی عزلتؔ سورتی کا شاگرد بتاتے تھے۔جب انھیں زیارت حرمین شریفین کا شوق ہوا تو حیدرآباد سے مدراس آئے۔جہاز میں سوار ہوکر مقامات مقدسہ پہنچے۔حج وزیارت اور مقامات مقدسہ سے واپس مدراس آئے۔کچھ دنوں یہاں رہے۔اس کے بعد اچانک مدراس سے حیدرآباد چلے گئے اور جلد ہی وہاں انتقال ہوگیا۔

یاد علی ست و ردمن و حرز جانِ من　　نادعلی است و ردمن و حرز جانِ من

ہر کرا تعبیر پر سیّدم زمن وحشت گرفت　　دیدہ ام درخواب شاید چشم آہوئے کسے

آخر وقت میں اپنی تاریخ خود لکھی تھی جو یہ ہے۔

جاے تاریخ بہر یاران خواندہ باشید" فاتحہ اخلاص"

(۱۲۱۶ھ)

حواشی از محمد ایوب قادری

۱۔　مولوی محمد باقر نایطی مدراسی، اصل باشندے بیجاپور کے تھے۔ویلور میں پیدا ہوئے۔کرناٹک میں ان کے مثل کوئی فاضل نہ تھا۔ ۱۲۲۰ھ میں وفات پائی۔

(۱) شمع انجمن (۲) نتائج الافکار

۲۔　خانۂ آصفیہ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔

۳۔ ’’سحرالحلال‘‘ کا قلمی نسخہ مکتوبہ ۱۲۰۱ھ کتب خانۂ آصفیہ موجود ہے جس کو مولفِ تذکرۂ رائقؔ نے کتابت کیا ہے۔

۴۔ اس کا قلمی نسخہ کتب خانۂ سعیدیہ، حیدرآباد میں موجود ہے۔

۵۔ مثنوی ’’ہشت بہشت‘‘ میں مندرجہ ذیل آٹھ مثنویاں ہیں:

(۱) من دیپک (۱۱۸۴ھ)، (۲) من ہرن (۱۱۸۵ھ)، (۳) من موہن (۱۱۸۶ھ)، (۴) جگ موہن (۱۱۸۶ھ)، (۵) آرام دل (۱۱۸۵ھ)، (۶) راحتِ جان (۱۱۸۵ھ)، (۷) من درپن (۱۲۰۶ھ)، (۸) من جیون (۱۲۰۷ھ)

۶۔ مکتوبہ ۱۲۰۶ھ کتب خانۂ آصفیہ میں موجود ہے۔

۷۔ مکتوبہ ۱۲۰۶ھ کتب خانۂ آصفیہ میں موجود ہے۔

۸۔ مکتوبہ ۱۲۱۰ھ کتب خانۂ آصفیہ میں موجود ہے۔

۹۔ کتب خانۂ سالار جنگ میں قلمی صورت میں موجود ہے۔ ابوطیب خان والہؔ نے مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ کہا ہے:

چو رفت از دار دنیاست آگاہ		وا دریغا، وا دریغا، وا دریغا

بگفتا از سرِ ماتم سروشم		فا، ھا، ثم ، اہا ، ثم ، اہا

۱۱۸۱+۴۰=۱۱۲۱ھ

اس میں ایک عدد زیادہ ہے۔ آگاہؔ، مدراس میں حافظ محمد خان کی مسجد کے پاس براہ نیلا پور دفن ہوئے۔

۱۰۔ نواب والا جاہ نے ۱۱۸۹ھ میں ابجدیؔ کو ملک الشعرا کا خطاب دیا۔ (صبح وطن ص ۲۷)

۱۱۔ تصانیف ابجدیؔ میں ’’کلیاتِ ابجدی‘‘ چار جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔ ’’انورنامہ‘‘ (فارسی) نوابانِ ارکاٹ کی تاریخ ہے۔ ’’تحفۃ العراقین‘‘ کی شرح بھی ابجدیؔ نے لکھی ہے۔

۱۲۔ شیخ محمد مخدوم کا انتقال ۱۱۶۵ھ میں ہوا۔

۱۳۔ ملاحظہ ہو ’’تاریخ النوایط‘‘ (ص ۳۷۲)

۱۴۔ ۱۱۵۱ھ میں ذوقیؔ پیدا ہوئے (’’جواہر السلوک‘‘ مطبوعہ)

۱۵۔ اس مثنوی میں سات ہزار اشعار ہیں۔ اس کا اُردو ترجمہ غلام محمود حسرتؔ ویلوری نے کیا ہے۔ اس کا قلمی نسخہ کتب خانۂ سالار جنگ میں موجود ہے۔

۱۶۔ ذوقیؔ نے اپنی تصانیف کا مفصل حال اپنی ایک تالیف ’’انشائے لطف اللہی‘‘ میں لکھا ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) ہدیۃ الاخبار (در تتبع مخزن اسرار) منظوم (۲) عشق نامہ (۳) چمن محبت (۴) قصۂ کیواں شاہ منظوم (۵) معجز مصطفیٰ (مدارج النبوۃ کا منظوم ترجمہ و تلخیص) (۶) معارج النبوہ (منظوم ترجمہ و تلخیص) (۷) تذکرہ اولیاے سلاسل (منظوم) (۸) تذکرۃ الاولیاء (۹) تعداد الشہور (منظوم) (۱۰) درثمین (منظوم) (۱۱) قصائد طرز قدیم (منظوم) (۱۲) دیوان قدیم (۱۳) مجموعۂ رباعیات (۱۴) قصائد و رباعیات (۱۵) علیما (بطرز کریما) (۱۶) حکیما (بطرز کریما) (۱۷) تادیب الخلان (۱۸) طالع (۱۹) جواہرستان (۲۰) احسن الاسلوب (۲۱) انشائے قادری (۲۳) انشائے باقری (۲۴) انشائے عقائد (۲۴) روضۃ الخلد (۲۵) نواقض الروافض (۲۶) تصفیۃ الاذہان (۲۷) مختصر التحریر (عروض) (۲۸) زین اللغت (۲۹) اصطلاحات الشعرا (۳۰) غرایب اللغات (۳۱) تفسیر لطیفی (درعلم تفسیر) (۳۲) جامع عجایب (۳۳) باب النجات (تصحیح الصلوٰۃ) (۳۴) شرح عبداللہ یزدی (۳۵) رسالہ اکبر و اوسط و اصغر (منطق) (انشائے لطف اللٰہی قلمی ص ۲۱-۲۲)

۱۷۔ مولوی محمد امین بیجاپوری نے ''غالب قطب الامجاد'' سے ذوقی کی تاریخ انتقال نکالی ہے جس سے ۱۱۹۴ھ برآمد ہوتے ہیں۔ اور یہ تاریخ ذوقی کے گنبد پر کندہ ہے۔

ذوقی کہ از تراوش فیض زبان او گلزار نظم و نثر بہ نشوونما رسیّد
عیسیٰ دمے کہ از نفس جاں فزاے او جانے بقالب سخن نے نوا رسیّد

۱۸۔ غلام علی موسیٰ رضا ابن حکیم رکن الدین خان المخاطب بہ حکیم باقر حسین خان، رائق کو اپنے والد کا خطاب ملا تھا۔ (تاریخ النوایط ص ۳۹۳)

۱۹۔ رائق نے ۱۲۴۷ھ میں وفات پائی۔ والہؔ نے قطعۂ تاریخ کہا ہے۔

داروے اجل چو خورد رایق باد بدرقہ گلاب ایماں
سالش ز سرِ بکا دلم گفت حقا کہ ز زہر رفت لقماں

۱۲۴۷ھ (صبح وطن۔ص ۸۱)

علم طب میں رایق کی ضخیم تصنیف جامع الاشیاء (فارسی) ہے، جو طبع ہو چکی ہے۔

۲۰۔ سیّد عبدالطیف قادری بیجاپوری کا انتقال۔۔۔شعبان ۱۱۴۹ھ کو ۸۰ سال کی عمر میں ہوا۔

۲۱۔ مادہ تاریخ ولادت ''نتیجہ کریم الطرفین'' ہے جس سے ۱۱۱۸ھ برآمد ہوتے ہیں۔ (اقطاب ویلور، ص ۱۲۲)

۲۲۔ فخر الدین نایطی مہکری (تاریخ النوایط)

۲۳۔ مثنوی من دیپک از باقر آگاہ

۲۴۔ متن میں الف مائۃ و اثنا و سبعین کی بجائے ثمانین ہونا چاہیے۔ علامہ باقر آگاہ نے ۱۱۸۲ھ لکھا ہے جو صحیح ہے۔ آگاہ کا مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ گنبد پر کندہ ہے۔

رکن دیں شاہ بوالحسن قربی پیشواے مقربانِ الہ

چوں کہ دریافت قرب حق ساش "غالب قطب البلادؔ" گفت آگاہ

۱۱۸۲ھ

۲۵۔ قربیؔ کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔
(۱) میزان العقائد (فارسی) (۲) ملفوظات مخدوم عبدالحق ساوی (فارسی) (۳) دیوان اُردو (قدیم) (۴) دیوان فارسی (قدیم) (۵) تقویۃ الایقان (۶) برہان قاطع (۷) عین العیان (۸) کیمیاے سعادت (۹) رسالہءاطلاق (۱۰) رسالہ حق المغفرت (۱۱) تحفۃ الذاکرین (۱۲) رسالہ وجدان (۱۳) رسالہ توفیق (۱۴) خلاصۃ العرفان (۱۵) رسالہ جمع الجمع (۱۶) لب السلوک (۱۷) معراج نامہ (دکنی) (۱۸) نمک نامہ (دکنی) (۱۹) بدعت نامہ (۲۰) ہدایت نامہ (دکنی)

۲۶۔ مولوی غلام کبریا متوطن بنگال (گلزار اعظم۔ص ۲۹۸)

۲۷۔ خواجہ عبداللہ خان حیدرآبادی۔

۲۸۔ مخدوم عبدالحق ساوی بیجاپوری المتوفی ۱۱۶۸ھ۔

۲۹۔ عربی، فارسی اور اُردو تینوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ (گلزار اعظم۔ص ۲۹۸)

۳۰۔ محمود شاہ یادؔ سے مندرجہ ذیل چیزیں یادگار ہیں
(۱)۔ دیوان یاد (۲)۔ مجموعہ اشعار وواقعات یاد (۳)۔ قطعات تاریخی والا جاہ وٹیپو سلطان (۴)۔ قصیدہ در مدح آصف الدولہ والی اودھ (۵)۔ رقعات یاد بنام حسام الملک بہادر

۳۱۔ مولف صبح وطن نے ۱۱۹۰ھ یا ۱۱۸۹ھ لکھا ہے (صبح وطن۔ص ۲۲)

۳۲۔ تاریخ النوایط، ص ۳۷۲

۳۳۔ امین اسرائیلی تلمیذ بیدل (صبح وطن، ص ۳۴)

۳۴۔ امینؔ کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔
(۱) گلشن سعادت (قلمی) کتب خانۂ آصفیہ میں موجود ہے (۲) مجمع الانشاء (۳) دیوان فارسی (ملاحظہ ہو صبح وطن ص ۳۳)

۳۵۔ تاریخ النوایط۔ص ۲۹۷

۳۶۔ احقرؔ کے یہ اشعار حاشیے پر ہیں، لہٰذا احقر کا حال تذکرہ گلزار اعظم (ص ۴۵۔۴۴) سے یہاں درج کیا جاتا ہے۔ احقرؔ تخلص، سیّد نظام الدین پسر عبدالقادر خوش نویس ۱۲۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ فارسی کی درسی کتابیں محمد باقر آگاہ، مستقیم جنگ اور اظفری سے پڑھیں۔ مشق سخن بھی ان ہی سے کی۔ خوش نویسی اپنے والد سے سیکھی۔ پھر نواب کے ہاں منشی گری پر مامور ہوئے۔ مصاحبت کا بھی شرف حاصل تھا۔ ۱۲۳۳ھ میں نیلور (؟) کی طرف چلے گئے اور راجا رام راج بہادر شمشیر جنگ کے یہاں منشی گری کی خدمت پر سرفراز ہو گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ اُنھوں نے نظام الانشا اُردو کے دیوان ترتیب دیے۔

۳۷۔ تجملؔ لکھنو کے رہنے والے تھے

(ملاحظہ ہو گلزار اعظم، ص ۱۳۹ (۱) نتائج الافکار۔ص ۸۹ (۲) گلستان بے خزاں۔

۳۸۔ ان کی مثنوی، شہید دریا ۱۲۰۹ھ کی تصنیف ہے جس میں دو سو شعر ہیں۔اس میں اپنے دوست اور ہم سبق ضیاء الحق کے عشق کی وجہ سے غرقاب ہونے کا واقعہ نظم کیا ہے۔اس کا خطی نسخہ کتب خانۂ آصفیہ میں موجود ہے۔

۳۹۔ ان کے دوست صبغت اللہ نے قطعہ تاریخ کہا ہے جس کا ایک شعر درج ہے۔اس سے ۱۲۲۰ھ برآمد ہوتے ہیں۔

چوں جانش شد خراماں سوے فردوس		خرد گفتا ''تجمل از جہاں رفت''

۱۲۲۰ھ

تجمل مدراس میں دفن ہوئے۔(سخنورانِ بلند فکر مطبوعہ)

۴۰۔ جودت نایطی تھے۔(تاریخ النوایط۔ص ۳۷)

۴۱۔ ٹھٹھہ صوبہ سندھ پاکستان۔

۴۲۔ نتائج افکار نے لکھا ہے کہ بارہویں صدی کے آخر میں فوت ہوئے (نتائج الافکار ص ۱۳۷)

۴۳۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی

۴۴۔ نتائج الافکار (ص ۱۴۹) میں لکھا ہے کہ خلوص کی وفات تیرھویں صدی کے آغاز میں ہوئی اور گلزار اعظم نے سال انتقال ۱۲۱۵ھ لکھا ہے۔

۴۵۔ اصل نام احمد مجتبٰی المعروف مصطفٰی علی خان ۱۲۳۸ھ میں فوت ہوئے اور مسجد جامع متیال پٹھ مدراس میں دفن ہوئے (صبح وطن۔ ص ۷۰) مولف گلزار اعظم نے خوشدل کا انتقال ۱۲۳۴ھ میں لکھا ہے۔

۴۶۔ شاہ غلام پیر ابن شاہ یٰسین بلگرامی اور شاہ نصیر الدین سوری سے علوم باطنی کی تحصیل کی (صبح وطن، ص ۶۸)

۴۷۔ بقول مولف صبح وطن خوش دل ۱۲۱۱ھ میں دوبارہ آئے۔

۴۸۔ خوش دل کے فارسی دواوین کے علاوہ

(۱) تذکرۃ الانساب (۲) تسہیل المقامات (ترجمہ فارسی مقامات حریری) (۳) مواقیت الفوائح بھی ہیں۔آخر الذکر کتب خانۂ انجمن ترقی اُردو (کراچی) میں موجود ہے۔

۴۹۔ المخاطب بہ حشمت جنگ، ۱۱۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور علامہ باقر آگاہ کے شاگرد تھے۔(سخنوران بلند فکر مطبوعہ)

۵۰۔ ۱۲۱۲ھ میں انتقال ہوا اور حضرت مخدوم ساویؒ کے پائین گنبد دفن ہوئے (نتائج الافکار۔ص ۶۲، سخنوران بلند فکر، صبح وطن، ص ۱۶)

۵۱۔ زین العابدین، قبیلہ نوایط سے تھے۔

۵۲۔ ان کا سال انتقال معلوم نہ ہوسکا۔آخر عمر میں گوشہ نشین ہو گئے تھے۔

۵۳۔ دیوان کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)انشائے دیوان(۱۱۴۶ھ)(۲)مجموعہ نظم ونثر(مخزونہ انڈیا آفس لائبریری)
اس مجموعہ میں مندرجہ ذیل چیزیں خاص طور سے اہم ہیں:(۱)رسالہ فیوضات الفاتحہ(تفسیر سورہ فاتحہ)(۲)حاشیہ فیوضات الفاتحہ(۳)دائرۂ وجود وہیئت(۴)اجوبۂ خمسۂ عربیہ(۵)تحقیق گردش آفتاب(۶)شرح غزل اول حافظ شیرازی(۷)شرح سلم العلوم(بہاری)(۸)رسالہ کلید سندر نگار(۹)سراپائے دیوان(۱۰)حسن دیوان(۱۱)شرح اسرار خمر(ابیات ولی دکنی)(۱۲)انشائے دیوان(۱۳)دیوان دیوان(غزلیات)(۱۴)قصیدہ دکن(۱۵)رباعیات(۱۶)صنائع وبدائع۔

۵۴۔ ۱۱۹۲ھ میں مدراس میں پیدا ہوئے۔محمد باقر آگاہؔ کے شاگرد تھے۔عربی حاجی محمد اسمٰعیل اور محمد مقیم سے اور فارسی معجزؔ سے پڑھی۔

۵۵۔ دیوان رونق، مطبع فخر المطابع حیدرآباد سے طبع ہو چکا ہے۔رونق کے صاحبزادے محمد مہدی واصفؔ مشہور تھے۔واصف کے صاحبزادے حکیم عبدالباسط عشق تھے۔ان کا دیوان ''ترانۂ عشق'' بھی حیدرآباد سے چھپ چکا ہے۔ان ہی حکیم عبدالباسط کے صاحبزادے مشہور قومی کارکن ملا عبدالقیوم تھے۔ملا عبدالقیوم بھی شعروشاعری کا ذوق رکھتے تھے۔

۵۶۔ راغب ۱۲۰۳ھ میں پیدا ہوئے(نتائج الافکار،ص ۱۹۰)

۵۷۔ نواب والا جاہ محمد علی مراد ہیں۔

۵۸۔ مولف تذکرہ گلزار اعظم نے لکھا ہے کہ ۹ ربیع الاول ۱۲۶۹ھ کو انتقال ہوا۔درگاہ مخدوم عبدالحق ساوی میں دفن ہوئے۔
(۱)گلزار اعظم۔ص ۲۰۶ (۲)سخنوران بلند فکر

۵۹۔ فائق سے بھی تلمذ تھا(سخنوران بلند فکر)

۶۰۔ راغب سے(۱)دیوان(۲)ساقی نامہ(۳)فراق نامہ وغیرہ یادگار ہیں۔

۶۱۔ داروغہ دیوانِ خاص امیر الامرا(گلزار اعظم،ص ۲۲۸)

۶۲۔ مولف صبح وطن سے سخن کا سال وفات ۱۲۰۶ھ لکھ دیا ہے مگر گلزار اعظم۔ص ۱۲۸ میں ۱۲۱۶ھ لکھا ہے۔

۶۳۔ شایاں کے اساتذہ میں ان کے والد قاضی احمد،محمد رضا،عبدالقادر مہربان،علامہ باقر آگاہ اور شرف الملک کے نام ملتے ہیں۔محمد اسلم خان شایاں،میر منشی،داروغہء باغات امین دارالضرب اور تحصیل دار وغیرہ رہے۔ان کی تصانیف میں مسایل التعلیم،شرح منہج القویم،شرح منہاج(فارسی)،مثنوی گداز دل،ظفر نامہ،وقایع حیدری،عین المصادر اور دیوان یادگار ہیں۔ملاحظہ ہو(۱)یادگار ص ۲۳۱،۲۳۲(۲)تاریخ النوایط۔ص ۲۴۹

۶۴۔ امام المدرسین بیجاپوری ثم بیدری معاصر عالمگیر،صدر مدرس مدرسہ محمود گاواں،بیدر(نتائج الافکار)

۶۵۔ شائقؔ ۱۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے۔قادری مشرب تھے۔اُنھوں نے عربی عبدالقادر مہربان اور سراج العلما،شرف الملک سے پڑھی۔فارسی کی تحصیل محمد باقر آگاہ اور فایق سے کی۔شعروشاعری میں فایق(خیرالدین)اور والا(ابوطیب)سے استفادہ کیا۔ریختہ میں اظفری اور شاہ حسین حقیقت کے شاگرد تھے۔نثر بطرز ظہوری،طغریٰ اور بیدل لکھتے تھے۔

(۱)۔مرج البحرین (مجموعہ غزلیات)(۲)۔روضۂ قدسیاں (دراحوال بزرگاں)(۳)۔مثنوی رشک بہشت (اُردو)(۴)۔دیوان مختصر فارسی و ہندی۔شایق کا انتقال ۱۲۴۹ھ میں ہوا۔ان کے بھائی واقفؔ نے مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ لکھا ہے۔

بیدل عصر حضرت شایقؔ قدس اللہ سرہ السامی
کام دل جست چوں بقرب الہ کہ جہانست جائے ناکامی
یافتم سالِ رحلتش فرمود رفتہ ہیہات ہمدم جامی
۱۲۴۹ھ

(ملاحظہ ہوگلزاراعظم ،ص۲۳۵۔۲۳۳)

۶۶۔ طالب کے والد کا نام محمد مجیب اللہ تھا۔(نتائج الافکار۔ص۲۷۴)

۶۷۔ ۱۲۰۳ھ میں مدراس آئے۔(گلزاراعظم۔ص۲۵۲)

۶۸۔ ساحل مدراس کی ایک بندرگاہ

۶۹۔ طالبؔ حج سے واپس آئے اور ۱۲۲۹ھ میں وفات پائی۔(گلزاراعظم ،ص۲۵۳)

۷۱۔ ملاحظہ ہو،گلزاراعظم ،ص۲۵۵۔۲۵۴

۷۲۔ ملاحظہ ہو تاریخ النوایط ،ص۳۵۳

۷۳۔ بارھویں صدی کے آخر میں انتقال ہوا۔(نتائج الافکار۔ص۳۱۰)

۷۴۔ عزت کے باپ کا نام صاحب رائے تھا۔نیلور میں پیدا ہوئے۔والد کے مرنے کے بعد سرکاری ملازم ہوئے۔داروغۂ کتب خانے سے ترقی کر کے منشی کے عہدے پر پہنچے۔۱۲۴۶ھ میں فوت ہوئے۔(تذکرہ گلزاراعظم۔ص۲۵۶)

۷۵۔ فایق ۱۲۳۲ھ میں مدراس سے حیدرآباد دکن آ گئے اور راجا چندولال شاداںؔ کے ملازم ہوئے اور ۱۲۴۲ھ میں وفات پائی (گلزار اعظم۔ص۲۶۸)

۷۶۔ اُردو میں زیادہ شعر کہتے تھے (صبح وطن ،ص۱۳۹)

۷۷۔ فدوی ۱۱۷۶ھ میں پیدا ہوئے۔بنارس وطن ہے۔اساتذۂ لکھنو سے فارسی، سنسکرت اور ناگری پڑھی۔۱۱۹۳ھ میں مدراس آئے۔ مہربانؔ سے تلمذ تھا۔اُردو اور فارسی میں شعر کہتے تھے۔رائے کا خطاب پایا۔پیشکاری اور صدارت کے منصب پر فائز تھے۔ ۱۲۴۸ھ میں انتقال ہوا۔(گلزاراعظم ،ص۲۷۲)

۷۸۔ خاں عالم خاں فاروقؔ کے اشعار حاشیے پر درج تھے مؤلف تذکرہ نے ان کے جو حالات لکھے تھے، پڑھے نہیں جاتے۔

۲۶ ربیع الاول ۱۲۰۷ھ کو پیدا ہوئے۔ان کے والد محمد جاں جہاں خاں ابن خیرالدین خاں ہیں۔فاروقی خاندان سے ہیں۔جب سن شعور کو پہنچے تو ہر فن کے علما سے استفادہ کیا۔شعر و شاعری، فقہ، اصول فقہ، تفسیر، حدیث ،علم معانی، تصوف، حساب، ہیئت، ہندسہ، حکمت، طب، نجوم، رمل، فن تکسیر، عروض، قافیہ اور لغات عربی میں پوری مہارت رکھتے ہیں۔فن موسیقی، ترکی اور دوسری زبانیں بھی جانتے ہیں۔فاروق کے صاحب زادے اپنی تالیف ''ذکر جلی فی کرامات محمد علی'' میں لکھتے ہیں کہ فاروق کو موسیقی میں

بڑا کمال حاصل تھا۔ اُنھوں نے فرنگی راگوں کے سُر پر ہندی سُر ایجاد کیے تھے۔ان کے آلات موسیقی کا مکان علیحدہ تھا۔ چالیس سال عیش وعشرت میں گزارے۔ سیّد احمد شہید کے خلیفہ سیّد محمد علی رام پوری ۱۲۴۵ھ میں مدراس آئے۔ اُنھوں نے مولانا بحر العلوم کے فرزند مولانا عبدالوہاب کے مدرسہ میں قیام فرمایا۔ان کے وعظ کی بہت شہرت ہوئی۔ فاروق نے پہلی ہی ملاقات میں بیعت کر لی۔اور سارا ساز وسامان اور آلات موسیقی توڑ ڈالے۔ فاروق ایک بہترین مناظر تھے۔ عیسائیوں اور شیعوں سے مناظرہ رہتا تھا۔ رائقؔ کے تذکرہ کی تدوین کے وقت ان کی عمر ۳۳ سال تھی۔ ۱۲۰۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۷۱ھ میں انتقال ہوا۔ بعض رسائل طریقت طبع ہو چکے ہیں۔ دیوان متنبی (متنبّی؟) پر حاشیہ لکھا ہے۔ اُردو میں اشعار کہتے تھے۔ اُردو میں مرزا اظفری کے شاگرد تھے۔ نمونہ کلام اُردو۔

تیری آنکھوں کے تئیں غزال کہا		کیسی ان وحشیوں نے بانکی بات
اس کے چاہِ ذقن سے ہو ویں خنک		تشنگان حجاز کی آنکھیں
دید سے میری مت ہویوں ٹیڑھے		پاک ہیں راست باز کی آنکھیں

(ملاحظہ ہو صبح وطن)

۷۹۔ مولف گلزار اعظم نے سال وفات ۱۲۱۰ھ اور مولف نتائج الافکار نے ۱۲۱۲ھ لکھا ہے۔ آخر الذکر صحیح معلوم ہوتا ہے، صحن مسجد آقا مقیم میلا پور (مدراس) میں دفن ہوئے۔ دیوان گوہر (قلمی) مکتوبہ ۱۱۵۷ھ اورینٹل لائبریری مدراس میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو (۱) تاریخ النوایط، ص ۴۳۵ (۲) گلزار اعظم، ص ۳۰۱ (۳) نتائج الافکار، ص ۳۷۲

۸۰۔ مرزا محمد صادق کوکب شیعہ مذہب تھے۔

۸۱۔ اسہال کبدی میں ۱۲۱۹ھ میں انتقال ہوا۔ (گلزار اعظم، ص ۳۰۰)

۸۲۔ لذتیؔ امرائے دہلی سے تھے۔ نواب سعادت اللہ خان کے بعد (۱۱۴۶ھ۔ ۱۱۲۲ھ) میں مدراس آئے (گلزار اعظم۔ ص ۳۰۳)

۸۳۔ قصہ چندر بدن کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا۔

۸۴۔ ان کا نام شاہ حنیف الدین المعروف بہ عبدالقادر، نقوی سادات تھے۔ (رسالہ سب رس، حیدرآباد دکن اپریل ۱۹۵۷ء)

۸۵۔ ۱۱۴۳ھ میں اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ (نتائج الافکار)

۸۶۔ ان کی تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اصل الاصول (ضخیم تصنیف) دس بارہ سال ہوئے کہ مدراس یونیورسٹی نے اس کو شائع کر دیا ہے (۲) کحل الجواہر (۲) مفتاح المعارف (۳) دیوان فارسی (۴) رسالہ فیض معنوی (۵) دیوان نایکا بھید (کبت کا مجموعہ) (۷) رسالہ وحدۃ الوجود و الشہود (۸) مراۃ الشہود (سات ہزار اشعار) (۹) عدیم المثال فی تجدد امثال (دو ہزار اشعار)

۸۷۔ ان کی اولاد اس وقت بھی مدراس میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو ''سب رس'' (حیدرآباد دکن، اپریل ۱۹۵۷ء)

۸۸۔ امیر الملک ذوالفقار الدولہ محمد علی حسین خاں ظفر جنگ ۱۵ شعبان ۱۱۹۸ھ کو بمقام مدراس پیدا ہوئے۔ ۹ سال کی عمر میں مختصرات فارسی اور قرآن کریم مولوی آدم سے پڑھا۔ فارسی کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ چار ہزار اشعار پر مشتمل ایک دیوان مرتب کیا تھا مگر

بعض ہم جلسوں کے مشورے سے دریابرد کر دیا پھر متاخرین کے رنگ میں شعر کہنا شروع کیا۔ (گلزار اعظم، ص ۳۲)

۸۹۔

(۱) دیوان قصائد (۲) دیوان غزلیات (دو جلد) اور (۳) ایک مثنوی یادگار ہے۔

۹۰۔ عارف الدین خان رونق کا بیان ہے کہ ذوالفقار علی صفا بریلوی نے ان کے عقاید بگاڑ دیئے تھے۔ صفؔا بریلوی غالی شیعہ تھے اور آگؔاہ سے بگاڑ میں بھی صفؔا کا ہی ہاتھ تھا۔ فضؔا نے ماجد کے نام سے اعتراضات کیے (گلزار اعظم، ص ۳۲۰)

۹۱۔ غلام محی الدین معجز ابن محمد ندیم اللہ نایطی، ۱۱۷۳ھ میں ارکاٹ میں پیدا ہوئے۔ محفوظ خاں شہامت جنگ کے مورد عنایت رہے۔ ۱۲۲۹ھ میں انتقال ہوا۔ معجز کے بیٹے قادر عظیم خاں نے مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ کیا ہے۔

دریغا حضرت معجز دنیا بعقبیٰ رفت ہچو برق خاطف
کے تاریخ رحیلش بے شش و پنج ''غم جانکاہ'' معجز گفت ہاتف

۱۲۲۹ھ

(دیکھیے: (۱) صبح وطن۔ ص ۱۷۸ (۲) تاریخ نوایط۔ ص ۴۰۵ (۳) نتائج الافکار۔ ص ۴۱۹)

۹۲۔ اُردو میں بھی شعر کہتے تھے۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

بے خبر عشقِ بتاں سے تھا مرا دل افسوس اس بچارے پہ عبث فتنہ مچائیں آنکھیں
نہ ہو کیوں کر دل بے تاب تیرے ناز کے صدقے جہاں کے جزو کل ہیں سب ترے انداز کے صدقے
ایک دم جلنے پہ مت لاف کر اے پروانے شمع کو دیکھ کہ تا صبح جلی جاتی ہے

۹۳۔ ان کی ایک فارسی مثنوی ''نظم الدرر'' (قلمی) کتب خانۂ سالار جنگ میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ اُنھوں نے ''مثنوی شناخت خطوط کف دست و پا''، سعد ونحس تفول و چلپا چہ اور مثنوی ''قصہ شحنہ وملخ'' بھی لکھی ہے۔

(۱) صبح وطن (۲) گلزار اعظم، ص ۳۰۶

۹۴۔ ۱۱۹۳ھ میں محفوؔظ کا انتقال ہوا۔ اپنے والد کے پہلو میں حیدرآباد دکن میں دفن ہوئے۔ رسالہ قرۃ العین فی فضائل رسول الثقلین اور چند حواشی وتعلیقات ان سے یادگار ہیں۔ (نتائج الافکار، ص ۴۰۵)

۹۵۔ شہود ومشہود دونوں تخلص کرتے تھے۔ ۱۱۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ فارسی وعربی اپنے چچا کریم محمد قادری سے پڑھی۔ بیعت وخلافت بھی ان ہی سے حاصل کی۔ تمام عمر ریاضت وعبادت میں گزار دی۔ ۱۲۲۸ھ میں مدراس میں انتقال ہوا۔ ارکاٹ میں دفن ہوئے۔ ان کے بھانجے واقف نے مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ کہا ہے۔

آں سالک طریقت سیّد علی محمد بہر نزولِ رحمت از حق چو مستحق شد
سائل شدم ز ہاتف تاریخ رحلتش را گفت از سر ارادت مست شہود حق شد

۱+۱۲۲۷=۱۲۲۸ھ

ملاحظہ ہو گلزار اعظم ص ۳۳۴ (۱) ملاحظہ ہو (گلزار اعظم۔ ص ۳۱۱)

۹۶۔ مختؔار ۱۱۶۶ھ میں بمقام نتھر نگر پیدا ہوئے۔ اُنھوں نے فارسی اور عروض، ابجدؔی اور علی مردان خان یکدؔل سے حاصل کیے۔ علم

عقائد وفقہ میں شیخ بہاء الدین آملی اور طب میں حکیم احمد اللہ خاں کے شاگرد تھے۔ خط نسخ کی مشق میر مہدی اور شاہ فضل اللہ سے کی۔ ۱۲۱۸ھ میں مدراس میں مختارؔ کا انتقال ہوا۔ تھر نگر میں دفن ہوئے۔ مختصر سا دیوان ان سے یادگار ہے۔ ملاحظہ ہو: (گلزار اعظم۔ص۳۳۲۔۳۳۳، نتائج الافکار۔ص ۴۱۷)

۹۷۔ امیر الدین علی اود گیر میں فارسی کے جگت استاد تھے۔ (گلزار اعظم، ص ۳۵۲)

۹۸۔ حافظ احمد خاں کا خطاب اعظم الملک تھا۔ اُنھوں نے ''تیسیر المطلوب فی اعمال المحبوب'' (فارسی نثر، تالیف ۱۲۴۰ھ) اور ''زبدۃ الحساب'' بھی لکھیں۔ ''زبدۃ الحساب'' کا خطی نسخہ کتب خانۂ سالار جنگ میں موجود ہے۔ اُنھوں نے عقائد وفقہ میں ۱۲۱۵ھ میں ایک کتاب اُردو نثر میں ''سراج الایمان'' لکھی ہے۔ جس کا ایک مطبوعہ نسخہ کتب خانۂ انجمن ترقی اُردو کراچی میں موجود ہے۔

۹۹۔ ان کا صحیح نام اعز الدین تھا۔ (ملاحظہ ہو سخاوت مرزا کا مضمون نوائے ادب بمبئی اپریل ۱۹۵۷ء)

۱۰۰۔ مندرجہ ذیل تصانیف ان سے یادگار ہیں:

(۱) مثنوی نو بہار عشق (اُردو مطبوعہ) (۲) گنج قدرت (حالات قادر ولی ناگوری، قلمی انجمن ترقی اُردو کراچی) (۳) قصہء بنارس (۴) میخانہء کیفیت (ساقی نامہ) (۵) خسرو شیریں، لیلیٰ مجنوں (اُردو) (۶) وفات نامہ

۱۰۱۔ حاشیہ پر تحریر ہے کہ ان سطور کے لکھنے کے بعد ۱۶ جمادی الاولی ۱۲۴۰ھ کو اعز الدین خاں نامیؔ کا انتقال ہو گیا۔

۱۰۲۔ ناصر کا ۱۲۴۳ھ میں انتقال ہوا۔ (صبح وطن، ص۱۷۴) اُردو میں بھی شعر کہتے تھے۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

ظلمت زلفیں سے رخشاں ہے بس عارض کی تاب ماہ جس رشک سے اوڑھے ہے بادل کا نقاب
شیشہ دل کا دُردیِ ہستی سے تا خالی نہوئے کاسہ و مینا میں ٹھیرے کب ہے ایسا بادناب

۱۰۳۔ مولوی قطب الدین دہلوی سے طب اور درسی کتابیں علامہ شرف الملک سے پڑھیں۔ ان کی ایک تصنیف ''احسن القصص'' مطبع احمدی مدراس میں چھپی۔

۱۰۴۔ والہؔ کی تصانیف درج ذیل ہیں۔

(۱)۔ مثنوی نجم الہدیٰ (تصوف) تصنیف ۱۱۴۹ھ (اسپرنگر اور ایتھے نے اس کو والہ داغستانی کی تصنیف بتایا ہے) (۲) انتقام نامہ (شہادت امام حسینؓ) (۳) دیوان والہ فارسی (۴) دستور النظم (نثر) علم عروض (۵) قانونچۂ انشاء (قواعد انشا پردازی) (۶) کشف الرموز (۷) درمکتوم (شرح قطعہ نعمت خاں عالی) (۸) کبوتر نامہ (۹) مرغ نامہ

اُردو تصانیف

(۱۰) قصہ طالب و موہنی (بجواب پھولبن ابن نشاطی (۱۱) رازق باری (بجواب خالق باری) (۱۲) مرزا نامہ (مزاحیہ نظم)

۱۰۵۔ ابو سعید والا میں رحمت آباد (نیلور) میں پیدا ہوئے۔ عربی مختصرات، شاہ امین الدین علی سے اور کتب متداولہ فارسی، امیر الدین

علی سے پڑھیں۔خطاطی میں بھی ماہر تھے۔(دیکھیے: تذکرہ صبح وطن)

۱۰۶۔ والاؔ تخلص استاد آگاہ کا عطیہ ہے(حاشیہ مولف)

۱۰۷۔ ۱۲۶۴ھ میں والاؔ کا انتقال ہوا۔''العاقبۃ للمتقین'' مادہ ءتاریخ وفات ہے۔(گلزار اعظم ص ۱۷۴)اعظم نے مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ کہا ہے۔

نکتہ سنج و رموزدانِ سخن رفت بربست چوں سُوے عقبیٰ

بے دل شاد گفت ہاتف غیب رفت ہیہات زیں جہاں والا

۱-۱۲۶۵ھ=۱۲۶۴ھ

(۱)نتائج الافکار ص ۴۶۱-۴۶۰(۲)گلزار اعظم۔ص ۳۶۹)

۱۰۸۔ والاؔ کی تصانیف درج ذیل ہیں۔

(۱)آیت رحمت(۲)بحر رحمت(نثر فارسی)(۳)بحرغم(مثنوی)(۴) دیوان والا (قصائد و غزلیات)(۵) شرح قصائد عرفی (بعض)(۶) رسایل طرز برطرز ملاظہوری(۷) سہ نثر والا (قلمی)

۱۰۹۔ یکدلؔ نے عربی وفارسی اپنے والد سے پڑھی۔حیدرعلی کی حکومت کے زمانے میں بالاگھاٹ چلے گئے تھے۔چوں کہ یکدلؔ نواب والا جاہ کی بیگم کے رشتہ دار تھے۔لہٰذا نواب کے حضور میں باریاب ہوئے۔سیف الملک مختار کے اتالیق مقرر ہوئے۔۱۲۰۶ھ میں بمقام مدراس انتقال ہوا۔(گلزار اعظم،ص ۴۳۲)

۱۱۰۔ والد کا نام خواجہ عالم تھا(صبح وطن،ص ۲۲۳)۔حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے۔(گلزار اعظم،ص ۳۳۱)

۱۱۱۔ خواجہ رحمت اللہ کے خلیفہ شاہ عنایت اللہ(اجین) سے بیعت تھے۔اور انھیں سے سلوک وطریقت میں مستفید ہوئے۔(حاشیہ مؤلف)

Abstract

Guldasta-e- Karnatak is a rare, famous and unpublished Biographical Dictionary of Persian poets mostly residing in Madras, South India by Hakeem Ghulam Musa Raza Khan Raiq (1764-1832). It includes biographies of seventy Persian poets of the age. All these poets were contemporary of the author and it was written between 1794-1832.

A manuscript of this Biographical Dictionary is possessed by Kutab khana-e- Mufeed-e- Aam, Ehl-e-Islam in Madras. It was copied by Mulana Muhammad Umar Yafai of Haiderabad and the last date of copying was May 31, 1935. A highly reputed and distinguished Scholar Dr. Mohammad Ayub Qadri (d. 1983), using this copied text as a primary source, summarized and translated it in Urdu. Here this unpublished and precised translated text with necessary annotations is given as a rare piece of literary archival significance.

بسم الله الرحمن الرحیم و به نستعین

ساز نوای پرده شناسان مقام نازک خیالی و ارغنون نوازان قانون جام معانی به جنس آهنگی زمزمهٔ حمد
صانعی است که تارهای انفاس رنگین اساس سه بر خرک زبان معنی سنجان تنیده و مضمار ظهور اصوات رنگین
و نغمات شیرین بلند آوازان گردانیده و رشتهٔ محبت سر چوگان نخل بسته در گلزمین طبایع حضرات انبیا و اولیا
دوانیده و گلبانگ الشعراء تلامیذ الرحمان را گوش اسرار نیوش ارباب وجد و عرفان رسانیده کاسهٔ
طنبور سه رنگ کاسهٔ سر بعضی را انواع ترانهای رنگین ساخته و تار قلم بسته نواهای دلکش شیرین نواخته اگر به
پیش ولی مصراعین بیت الله ذخیرهٔ طبقهٔ مطلع برجسته که احسن المطالع دیوان کائنات است نظر برداخت
انجمن صور محسنات معانی و انشعاب ثوابت و سیارگان دینی بانی لطف در پرتو انداخت همه بدایع نگار از
خمسهٔ تجربه بران نظام جهانبانان و اوج آگاهی عالمیان طرح کرده و تصور نقش را چون جام جهان نما سبب بینائی
موجب دیده وری بریان و بحریان گردانیده و مو به موی روزگار را از لیف بنای صنعت سلسله آراست
و سمط موالد ثلثه را بر ترکیب چهار عنصر پیراست که روبار در عون طلسمان بصر ماغنت راکه از معلقات سبعه حلقه
در دعوی انا و لا غیری سپرده و نعوا منه قرانی و ابیات فرقانی زیر و زبر نموده و غرور کله تازان میدان فصاحت
بیدای ... از بیم عمران مغروران بدر کرده و دست مالک حسد